فیض التہذیب

لحل اسئلة

شرح التہذیب

مرتب

امیر الدین

متخصص دار العلوم دیوبند

باهتمام:

قاری فیض الحسن اعظمی

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

فیض التہذیب

لحل مسئلۃ

شرح التہذیب

مرتب

امیر الدین

متعلم دار العلوم دیوبند

باہتمام

قاری فیض الحسن اعظمی

ناشر

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Maktaba Sautul Quran Deoband

9358911053, Ph. 01336-223460

website: www.deobandtoday.com/sautul-quran

E-mail: faizulhasanazmi@gmail.com

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

انتساب

میں اپنی اس حقیری کاوش کو اپنے مشفق اساتذہ کرام کی طرف منسوب کرتا ہوں جنہوں نے کبھی بھی شاہ راہِ علم پر بے سہارا نہیں چھوڑا۔

اور

مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے نام جس کی آغوش میں رہ کر بندہ علمی پیاس بجھا رہا ہے

نیز

اپنے والدین کے نام جن کی دعائے نیم شبی وآہ سحر گاہی ہمیشہ بندہ کے ہم رکاب رہی جس کی وجہ سے کچھ لکھ پڑھنے کا سلیقہ آیا۔

امیر الدین
متعلم دارالعلوم دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عرضِ مرتّب

میں تعریف کرتا ہوں ربِّ ذوالجلال کی جس نے انسانوں کو بولنے اور لکھنے کی طاقت دی اور پھر علم سے آراستہ کیا۔

الحمدللہ یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں ان موتیوں کو بکھیرا گیا ہے جن کی ہر طالبِ علم امتحان کے زمانے میں ضرورت پڑتی ہے اور پھر ان موتیوں کو چن کر وہ امتحان کے مراحل کو آسان کرتا ہے، اس کو ترتیب دینے میں مرتب نے انتہائی اَنتھک کوشش کی اور پھر اس کو واضح اور سہل انداز میں پیش کیا ہے۔

یہ رسالہ دراصل شرح تہذیب کے ان پیچیدہ اور چنیدہ مقامات کا حل ہے جو بہت ہی مشکل اور دشوار ہیں، طلبہ ایسے مقامات کو پڑھنے میں تو پریشان ہوجاتے ہیں اور پھر مایوس ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں سمجھ میں کچھ نہیں آیا ہے، تو لیجیے آپ کے سامنے یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو ان مقامات کا حل ہے جس سے مایوس ہونا پڑتا ہے، مرتب نے ایسے آسان اور سہل انداز میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے کے بعد آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ واقعتاً مرتب نے پوری کوشش کی ہے، اس کو سمجھانے میں مرتب کے لیے آپ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرتب کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ہر طالبِ علم کے لیے اس کو نافع بنائے۔

میں اس موقع پر ان حضرات کا شکر بھی ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس رسالہ کے لکھنے میں مدد فرمائی اور بھرپور ساتھ دیا خصوصاً مولوی یوسف کلیم کا کہ انہوں نے اس کی تصحیح و نظر ثانی کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے علم میں برکت عطا فرمائے اور ہم کو بھی علمِ نافع عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

امیر الدین

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

المصطلاحات المفیدہ

علم : کسی شئے کی صورت کا تمہارے ذہن میں آنا جیسے: زید۔ کسی نے بولا اور تمہارے ذہن میں اس کی صورت آئی۔ یہ زید کا علم ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں: (۱) تصور (۲) تصدیق

تصور: وہ علم ہے جس میں اس قسم کا علم نہ ہو جیسے: صرف زید کا علم یا مثلاً زید کا غلام۔

تصدیق : علم اس بات کا ہے کہ فلاں شئے ہے جیسے کہ تم کو اس بات کا علم ہو کہ زید عمر کا باپ ہے۔

تصور کی دو قسمیں ہیں: (۱) تصور بدیہی (۲) تصور نظری

تصور بدیہی: ایسی شئے کا علم ہے کہ اس کی تعریف بتانے کی ضرورت نہ ہو بغیر تعریف کے سمجھ میں آجائے۔ جیسے: پانی، آگ، گرمی، سردی کہ سنتے ہی یہ چیزیں تمہاری سمجھ میں آجاتی ہیں، تعریف کی ضرورت نہیں۔

تصور نظری : اس شئے کا علم ہے کہ بغیر تعریف کیے وہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے جیسے: اسم، فعل، حرف، معرب، مبنی، جن، فرشتہ، بھوت، دیو۔

تصدیق کی بھی اسی طرح دو قسمیں ہیں: (۱) تصدیق بدیہی (۲) تصدیق نظری

تصدیق بدیہی : وہ تصدیق ہے، جس کے لیے دلیل بنانے کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: دو چار کا آدھا ہے اور ایک چار کا چوتھائی ہے۔

تصدیق نظری: وہ تصدیق ہے جس کے لیے دلیل بتانے کی ضرورت ہو۔ جیسے: پریاں موجود ہیں۔ عالم بنانے والا اور تصرف کرنے والا ایک ذات پاک ہے۔

دو یا زیادہ تصور کو آپس میں ملا کر کسی نامعلوم تصور کو حاصل کرتے ہیں۔ جیسے: مثلاً

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تم کو حیوان کا علم ہے اور ناطق کا دونوں کو ملایا تو حیوانِ ناطق ہوا۔ ان دو تصوروں سے تم کو انسان نامعلوم کا علم ہو گیا اور ان دو معلوم تصوروں کو جن سے نامعلوم تصور کا علم ہوا ہے تعریف اور معرف کہتے ہیں۔ اسی طرح دو تصدیق یا زیادہ کو ملا کر کسی نامعلوم تصدیق کو معلوم کرتے ہیں۔ جیسے: تم کو یہ بات معلوم ہے کہ انسان جاندار ہے اور یہ بھی علم ہے کہ ہر جاندار جسم والا ہے ان دونوں باتوں کو تم نے ملایا تو تم کو اس بات کا علم ہوا کہ انسان جسم والا ہے۔ اور ان دونوں تصدیق معلوم کو جن سے نامعلوم تصدیق حاصل کرتے ہیں دلیل اور حجۃ کہتے ہیں۔ اس طرح دو علموں یا زیادہ کو ملا کر کسی شی نامعلوم کے معلوم کرنے کو فکر اور نظر کہتے ہیں کبھی اس ملانے اور ترتیب میں غلطی بھی ہو جاتی ہے، ایسی غلطی کی اصلاح جس علم سے ہو وہ منطق ہے پس منطق وہ علم ہے جس سے کسی شئے کی تعریف اور دلیل بنانے میں خطا ہونے سے حفاظت ہو۔ اور غرض اس علم کی فکر اور غور کا صحیح ہونا اس کے بعد سمجھو کہ جس شئے کے حالات سے کسی علم میں بحث ہو وہ شئے اس علم کا موضوع ہے۔ منطق کا موضوع تعریفات اور دلیلیں ہیں، جن سے نہ جانے ہوئے تصور اور نہ جانی ہوئی تصدیق کا علم حاصل ہو۔

دلالت: کسی شی کا خود بخود قدرتی طور پر یا کسی کے مقرر کرنے سے ایسا ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری نامعلوم چیز کا علم ہو جائے۔ پہلی شئے کو جس سے علم ہوا ہے دال اور دوسری چیز کو جس کا علم کہتے ہیں جیسے دھوئیں کو جب تم دیکھو تو اس سے آگ کا علم تم کو ضرور ہوگا پس دھواں دال اور آگ مدلول اور دھویں کا اس طور پر ہونا کہ اس کے علم سے آگ کا علم ہوتا ہے دلالت ہے۔

دلالت کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظیہ (۲) غیر لفظیہ

دلالت لفظیہ: وہ دلالت ہے جس میں دال کوئی لفظ ہو جیسے زید کی دلالت اس کی ذات پر۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دلالت غیر لفظیہ : وہ دلالت ہے کہ جس میں دال لفظ ہو جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

دلالتِ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱)وضعیہ (۲)طبعیہ (۳)عقلیہ

دلالت لفظیہ وضعیہ : وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو۔ جیسے: لفظ زید کی دلالت زید پر اگر لفظ زید ذاتِ زید کے لیے موضوع نہ ہوتا تو دلالت نہ ہوتی۔

دلالت لفظیہ طبعیہ : وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہو اور دلالت بوجہ طبیعت کے اقتضاء کے ہو جیسے: آہ آہ کی دلالت کسی رنج وصدمہ پر، کہ تمہاری طبیعت رنج وصدمہ کے وقت اس لفظ کے بولنے پر مقتضی ہے۔

دلالت لفظیہ عقلیہ : وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہو اور دلالت بوجہ عقل کے اقتضاء کے ہو جیسے: لفظ دیز کی دلالت جو دیوار کے پیچھے سے سنا جائے بولنے والے کے وجود پر۔

اسی طرح دلالتِ غیر لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱)وضعیہ (۲)طبعیہ (۳)عقلیہ

دلالت غیر لفظیہ وضعیہ : وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ وضع کے ہو۔ جیسے: لکھے ہوئے حروف کی دلالت حروف پر جیسے مثلاً زید یہ نقوش لفظ زید پر دلالت کرتے ہیں۔

دلالت غیر لفظیہ طبعیہ : وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ طبیعت کے اقتضاء کے ہو جیسے گھوڑے کا ہنہنانا دلالت کرتا ہے گھاس دانے کی طلب پر۔

دلالت غیر لفظیہ عقلیہ : وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ عقل کے ہو جیسے: دھویں کی دلالت آگ پر۔

دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱)مطابقہ (۲)تضمن (۳)التزام

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دلالت مطابقہ : وہ دلالت لفظیہ ہے کہ لفظ اپنے پورے موضوع لہٗ پر دلالت کرتے۔ جیسے: انسان کی دلالت مجموعۂ حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمن : یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہٗ کے جز پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت حیوان پر یا ناطق پر۔

دلالت التزام : یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہٗ کے لازم پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت قابلیت علم پر۔

مفرد : وہ لف ہے کہ اس کے جزو سے اس کے معنیٰ کے جزو پر دلالت کا قصد نہ ہو جیسے: لفظ زید کہ اس کے جزو سے مثلاً سے اس کے معنیٰ کے جزو پر دلالت کا ارادہ نہیں؛ بلکہ دلالت ہی نہیں۔

مرکب : وہ لفظ ہے کہ اس کے جزو سے معنیٰ کے جزو پر دلالت کا ارادہ کیا جائے۔ جیسے: زید کھڑا ہے کہ یہ ایسا لفظ ہے اس کے جزو سے معنیٰ کے جزو پر دلالت کا ارادہ کیا گیا۔

مفہوم: (یعنی جو شی ذہن میں آتی ہے) کی دو قسمیں ہیں: (۱) کلی (۲) جزئی

کلی : وہ مفہوم ہے کہ اس میں شرکت ہو سکے یعنی کئی چیزوں پر صادق آئے جیسے آدمی کہ زید، عمرو، بکر ان سب کو آدمی کہنا صحیح ہے۔ کلی جن چیزوں پر بولی جاتی ہے وہ اس کے جزئیات و افراد کہلاتے ہیں جیسے آدمی کے افراد و جزئیات زید و عمرو بکر وغیرہ ہیں اور حیوان کے جزئیات انسان، بکری، بیل وغیرہ ہیں۔

جزئی : وہ مفہوم ہے کہ اس میں شرکت نہ ہو سے یعنی ایک شی معین پر صادق آئے۔ جیسے: زید کہ یہ خاص شخص کا نام ہے۔

کلی کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذاتی (۲) عرضی

کلی ذاتی : وہ کلی ہے کہ جو اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہو یا پوری حقیقت نہ ہو؛ لیکن اس کا ایک جزو ہو۔ اوّل کی مثال: جیسے انسان کہ اپنی جزئیات یعنی زید عمرو بکر کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عین حقیقت ہے اور دوسرے کی مثال حیوان ہے کہ اپنی جزئیات یعنی انسان بکری بیل کی حقیقت کا جزو ہے۔

کلی عرضی : وہ کلی ہے کہ جو اپنی جزئیات کی نہ پوری حقیقت ہو اور نہ حقیقت کا جزو ہو؛ بلکہ حقیقت سے خارج ہو جیسے: ضاحک انسان کے لیے نہ حقیقت ہے اور نہ حقیقت کا جزو ہے۔

ذاتی کی تین قسمیں ہیں: (۱) جنس (۲) نوع (۳) فصل

جنس : وہ کلی ذاتی ہے جو ایسے جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقتیں الگ الگ ہوں جیسے حیوان کہ اس کی جزئیات انسان، بقر اور غنم کی حقیقت جدا جدا ہے۔

نوع : وہ کلی ذاتی ہے جو ایسے جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقت ایک ہو۔ جیسے: انسان کہ زید، عمر، بکر وغیرہ کی نوع ہے اور ان کی حقیقت ایک ہے۔

فصل: وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان کی حقیقت ایک ہو اور دوسری حقیقتوں سے اس حقیقت کو جدا کرے۔ جیسے: ناطق انسان کا فصل ہے کہ زید، عمر، بکر پر بولا جاتا ہے۔

کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں: (۱) خاصہ (۲) عرضِ عام

خاصہ: وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے: ضاحک انسان کا خاصہ ہے اور زید، عمر اور بکر (کہ جن کی حقیقت ایک ہے) کے ساتھ خاص ہے۔

عرضِ عام: وہ کلی عرضی ہے جو چند مختلف افراد کی حقیقتوں پر صادق آئے۔ جیسے: ماشی (پاؤں سے چلنے والا) انسان، بقر وغیرہ کا عرضِ عام ہے اور انسان کی حقیقت اور ہے اور بقر کی دوسری ہے، پس کلی کی خواہ وہ ذاتی ہو یا عرضی پانچ قسمیں ہیں: (۱) جنس (۲) نوع (۳) فصل (۴) خاصہ (۵) عرضِ عام

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جنس کی دو قسمیں ہیں: (۱) جنسِ قریب (۲) جنسِ بعید

جنسِ قریب : کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اس کی جزئیات میں جن دو جزئی یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں وہی جنس واقع ہو جیسے: حیوان انسان کی جنسِ قریب ہے کہ، حیوان کے ارادمیں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کریں جواب میں حیوان ہی ہوگا۔

جنسِ بعید : کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اس کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں اسی جنس کا آنا ضروری نہیں کبھی وہ جواب میں آئے کبھی دوسری جیسے: جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے کہ اگر انسان اور فرس اور درخت سے سوال کریں تو جواب میں جسم نامی اور آئے گا اور اگر صرف انسان اور فرس سے سوال کریں تو جواب میں حیوان آئے گا جسم نامی نہ ہوگا۔

فصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) فصل قریب (۲) فصل بعید

فصلِ قریب : کسی ماہیت کا وہ فصل ہے کہ جنسِ قریب میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے اس ماہیت کو جدا کردے۔ جیسے: انسان، بقر، غنم، حمار اور فرس۔ دیکھو حیوان ہونے میں سب شریک ہیں اور حیوان انسان کی جنس قریب ہے اور ناطق انسان کو بقر، غنم وغیرہ سے جدا کرتا ہے تو ناطق انسان کے لیے فصل قریب ہے۔

فصلِ بعید : کسی ماہیت کا وہ فصل ہے کہ جنس بعید میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے اس ماہیت کو علیحدہ کردے اور جنس قریب میں جو شریک ہیں ان سے جدا نہ کرے جیسے: حساس انسان کا فصل بعید ہے کہ جسم نامی میں جو انسان کے شریک ہیں ان سے حساس تمیز دیتا ہے اور حیوان میں جو شریک ہیں ان سے جدا نہیں کرتا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جاننا چاہیے کہ جس قدر کلیات ہیں ہر کلی کو دوسری کلی کے ساتھ چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضروری ہوگی وہ چار نسبتیں یہ ہیں:

(۱) تساوی، (۲) تباین (۳) عموم وخصوص مطلق (۴) عموم وخصوص من وجہٍ

تساوی : یہ ہے کہ دوکلیوں میں سے ہر کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو۔ جیسے: انسان اور ناطق کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہر ہر فرد پر صادق ہے ایسی دوکلیوں کو متساویین کہتے ہیں۔

تباین: یہ ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ ہو، جیسے: انسان اور فرس کہ انسان فرس کے کسی فرد پر صادق نہیں اور نہ فرس انسان کے کسی فرد پر صادق ہے ایسی دوکلیوں کو متبائنین کہتے ہیں۔

عموم و خصوص مطلق : وہ نسبت ہے کہ ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو اور دوسری پہلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ ہو پہلی جو کہ دوسری کے ہر ہر فرد پر صادق ہے اس کو عام مطلق اور دوسری کو خاص مطلق کہتے ہیں جیسے: حیوان اور انسان کہ حیوان تو انسان کے ہر ہر فرد پر صادق ہے اور انسان حیوان کے ہر ہر فرد پر صادق نہیں ہے حیوان عام مطلق اور انسان خاص مطلق ہے۔

عموم و خصوص من وجہ : وہ نسبت ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہ ہو جیسے: حیوان اور ابیض کہ حیوان ابیض کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں اسی طرح ابیض حیوان کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں ہے ان میں سے ہر ایک کو عام من وجہٍ اور خاص من وجہٍ کہتے ہیں۔

دو یا زیادہ جانے ہوئے تصوروں کو ترکیب دے کر کسی نہ جانے ہوئے تصور کو جب معلوم کریں تو ان تصور یا زیادہ کو معرف اور قولِ شارح کہتے ہیں جیسے تم کو حیوان اور ناطق کا علم ہے ان دونوں کو ملایا تو حیوانِ ناطق ہوا۔ اس سے تم کو انسان نامعلوم کی حقیقت کا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

علم ہوگیا۔ پس حیوانِ ناطق کو انسان کا معرف کہیں گے۔

معرف یا قولِ شارح کی چار قسمیں ہیں:

(۱) حدتام (۲) حدناقص (۳) رسمِ تام (۴) رسمِ ناقص

حدتام: کسی شی کی وہ معرف ہے کہ اس شئے کی جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو جیسے: حیوانِ ناطق انسان کی حدتام ہے۔

حدناقص: کسی شی کی وہ معرف ہے کہ اس شئے کی جنس بعید اور فصل قریب سے یا صرف فصل قریب سے مرکب ہو جیسے جسم ناطق یا صرف ناطق انسان کی حدناقص ہے۔

رسم تام: کسی شی کی وہ معرف ہے کہ اس شی کی جنسِ قریب اور خاصہ سے مل کر بنے۔ جیسے: حیوانِ ضاحک انسان کی رسمِ تام ہے۔

رسم ناقص: کسی شی کی وہ معرف ہے جو اس کی جنسِ بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے مل کر بنے۔ جیسے: جسم ضاحک انسان کی رسمِ ناقص ہے۔

قضیہ: وہ مرکب لفظ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: زید کھڑا ہے۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) حملیہ (۲) شرطیہ

حملیہ: وہ قضیہ ہے جو دو مفرد سے مل کر بنے اور اس میں ایک شی کا دوسری شی کے لیے ثبوت ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے کہ اس میں زید کے لیے کھڑا ہونا ثابت کیا گیا ہے یا ایک شی سے دوسری شی کی نفی ہو جیسے زید عالم نہیں کہ اس میں زید سے عالم ہونے کو نفی کی گئی ہے۔ اوّل کو موجبہ اور دوسرے کو سالبہ کہتے ہیں۔ قضیہ حملیہ کے جزو اوّل کو موضوع اور دوسرے جزو کو محمول کہتے ہیں اور جو ان دونوں کے درمیان نسبت ہے اس پر جو لفظ دلالت کرے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے: زید کھڑا ہے اس قضیہ میں زید موضوع ہے اور کھڑا محمول ہے اور لفظ ہے رابطہ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں: (۱)مخصوصہ (۲)طبعیہ (۳)محصورہ (۴)مہملہ

قضیہ مخصوصہ یا شخصیہ : وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع شخص معین ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے کہ اس کا موضوع زید ہے اور وہ شخص معین ہے۔

قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اس کا کلی کے مفہوم پر ہو افراد پر نہ ہو۔ جیسے: انسان نوع ہے اور اس میں نوع ہونے کا حکم انسان کے مفہوم کے لیے ہے انسان کے افراد کے لیے نہیں۔

قضیہ محصورہ : وہ قضیہ ہے کہ موضوع اس کا کلی ہو اور حکم اس کا کلی کے افراد پر ہو اور یہ بھی اس میں بیان کیا جائے کہ حکم اس کلی کے ہر ہر فرد پر ہے یا بعض افراد پر جیسے: ہر انسان جاندار ہے دیکھو اس میں موضوع کلی یعنی انسان ہے اور حکم جاندار ہونے کا اس کے ہر ہر فرد پر ہے۔

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں اور ان کو محصوراتِ اربعہ کہتے ہیں۔

(۱)موجبہ کلیہ (۲)موجبہ جزئیہ (۳)سالبہ کلیہ (۴)سالبہ جزئیہ

موجبہ کلیہ : وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان کیا جائے کہ موضوع کے ہر ہر فرد کے لیے محمول ثابت ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے۔

موجبہ جزئیہ : وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان ہو کہ موضوع کے بعض افراد کے لیے محمول ثابت ہے۔ جیسے: بعض جاندار انسان ہیں۔

سالبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ ظاہر کیا جائے کہ محمول موضوع کے ہر ہر فرد سے نفی کیا گیا ہے۔ جیسے: کوئی انسان پتھر نہیں۔

سالبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان ہو کہ محمول موضوع کے بعض افراد سے سلب کیا گیا ہے۔ جیسے: بعض جاندار انسان نہیں۔

قضیہ مہملہ: وہ قضیہ ہے کہ محمول موضوع کے افراد کے لیے ثابت ہے اور یہ نہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بیان کیا جائے کہ ہر ہر فرد کے لیے ثابت ہے یا بعض کے لیے جیسے: انسان جاندار ہے۔

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں سے مل کر بنے۔ جیسے: اگر سورج نکلے گا تو دن ہوگا۔ سورج نکلے گا ایک قضیہ ہے اور دن ہوگا دوسرا قضیہ ہے یا جیسے: زید یا تو پڑھا ہوا ہو یا ان پڑھ ہے زید پڑھا ہوا ہے ایک قضیہ ہوا اور زید اَن پڑھ ہے یہ دوسرا قضیہ ہے اور ان میں سے پہلے قضیہ کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہیں۔

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصلہ (۲) منفصلہ

شرطیہ متصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ اس میں یہ بات ہو کہ ایک قضیہ کے تسلیم کر لینے پر دوسرے قضیہ کے ثبوت یا نفی کا حکم ہو۔ اگر ثبوت کا حکم ہوگا تو متصلہ موجبہ کہلائے گا۔ جیسے: اگر زید انسان ہے تو جاندار بھی ہوگا، دیکھو اس قضیہ میں زید کے انسان ہونے پر اس کے جاندار ہونے کا حکم کیا گیا ہے اور اگر نفی کا حکم ہوگا تو متصلہ سالبہ ہوگا۔ جیسے: نہیں ہے یہ بات کہ اگر زید انسان ہو تو گھوڑا ہو۔ دیکھو اس قضیہ میں زید کے انسان ہونے کی صورت پر اس کے گھوڑا ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

شرطیہ منفصلہ: وہ قضیہ ہے کہ اس میں دو چیزوں کے درمیان علیحدگی اور جدائی کے ثبوت یا نفی کا حکم کیا جائے اگر جدائی کا ثبوت ہو تو اس کو منفصلہ موجبہ کہتے ہیں۔ جیسے: یہ شی یا تو درخت ہے یا پتھر ہے۔ دیکھو! اس قضیہ میں درخت اور پتھر کے درمیان جدائی ثابت کی گئی ہے کہ ایک ہی شی درخت اور پتھر دونوں نہیں ہو سکتی اور اگر جدائی کی نفی کی گئی ہو تو اس قضیہ کو منفصلہ سالبہ کہتے ہیں جیسے یوں کہیں یہ بات نہیں ہے کہ یا تو سورج نکلا ہو یا دن موجود ہو یعنی ان دونوں باتوں میں جدائی نہیں؛ بلکہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ

متصلہ لزومیہ: وہ قضیہ ہے جس کے مقدم یعنی پہلے قضیہ اور تالی یعنی دوسرے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قضیہ میں کسی ایسی قسم کا تعلق ہو کہ جب اوّل پایا جائے تو دوسرا بھی ضرور ہو۔ جیسے: اگر سورج نکلے گا تو دن ہوگا۔

متصلہ اتفاقیہ : وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے کہ جس کے مقدم وتالی میں اس قسم کا تعلق نہ ہو؛ بلکہ دونوں قضیے اتفاقاً جمع ہوگئے ہوں جیسے: یوں کہیں کہ اگر انسان جاندار ہے تو پتھر بے جان ہے۔

شرطیہ منفصلہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عنادیہ (۲) اتفاقیہ

عنادیہ : وہ منفصل ہے کہ جس کے مقدم اور تالی کی ذات ہی ان کے درمیان جدائی کو چاہتی ہو۔ جیسے: یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت دیکھو طاق اور جفت ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ ان کی ذات جدائی کو چاہتی ہے کبھی ایک شی میں جمع نہ ہوں گے۔

منفصلہ اتفاقیہ : وہ قضیہ منفصلہ ہے کہ جس کے مقدا اور تالی میں جدائی ذاتی نہ ہو؛ بلکہ اتفاقاً ہوگئی ہو۔ جیسے: زید مثلاً لکھنا جانتا ہو اور شعر کہنا نہ جانتا ہو تو یوں کہنا صحیح ہوگا کہ زید لکھنے والا ہے یا شاعر ہے یعنی ان دونوں میں سے ایک بات ہے؛ لیکن لکھنے اور شعر کہنے کے فن میں جدائی ضروری نہیں؛ اس لیے کہ بعضے لکھنا بھی جانتے ہیں اور شعر کہنا بھی۔

شرطیہ منفصلہ کی پھر تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقیہ (۲) مانعۃ الجمع (۳) مانعۃ الخلو

حقیقیہ : وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں ایسی جدائی اور انفصال ہو کہ دونوں ایک شی میں ایک دم سے نہ جمع ہوں اور نہ دونوں ایک شی سے ایک دم سے علیٰحدہ ہوں ایک ہو تو دوسرا ہرگز نہ ہو اور ایک نہ ہو تو دوسرا ضرور موجود ہو نہ تو یہ ہوگا کہ دونوں ہوں اور نہ یہ ہوگا کہ دونوں نہ ہوں۔ جیسے: یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت۔ دیکھو! ایک عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت ہوگا دونوں نہ ہوں گے اور نہ یہ ہوگا کہ کوئی عدد ایسا ہو کہ نہ طاق ہو اور نہ جفت۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مانعة الجمع: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی ایک دم سے ایک شئے کے اندر موجود تو نہ ہوسکیں ہاں یہ ہوسکتا ہو کہ کوئی شئ ایسی ہو کہ اس میں مقدم اور تالی دونوں نہ ہوں۔ جیسے: یہ شئ یا درخت ہے یا پتھر۔ دیکھو! ایک شئ درخت اور پتھر نہیں ہوسکتی۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ کوئی شئے نہ درخت ہو نہ پتھر ہو۔ جیسے: انسان وفرس۔

مانعة الخلو: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی ایک دم سے ایک شئ سے علیٰحدہ تو نہ ہوسکیں ہاں یہ ہوسکتا ہو کہ وہ مقدم اور تالی ایک شئ کے اندر جمع ہو جائیں۔ جیسے: زید پانی میں ہے یا ڈوبنے والا نہیں ہے۔ دیکھو! یہ دونوں باتیں ایک دم سے علیٰحدہ نہیں ہوسکتیں کہ زید پانی میں نہ ہو اور ڈوب جائے ہاں! دونوں جمع ہوسکتی ہیں کہ پانی میں ہو اور ڈوبے نہیں؛ بلکہ تیرتا رہے۔

عکس مستوی: کسی قضیے کا یہ ہے کہ اس قضیے کے اوّل جز کو دوسرا جز کر دیا جائے اور دوسرے جز کو پہلا جز بنا دیا جائے یعنی بالکل اُلٹ دیا جائے اور یہ اُلٹ پھیر ایسے طور سے کریں کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہے تو دوسرا جو اس کا اُلٹا ہے وہ بھی سچا ہی رہے اور پہلا اگر سالبہ ہو تو دوسرا بھی سالبہ ہی ہو اور اس دوسرے اُلٹے ہوئے قضیہ کو پہلے کا عکس مستوی کہتے ہیں۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے اس کا عکس یہ نکلے گا کہ بعض جاندار انسان ہیں یہ نہ نکلے گا کہ ہر جاندار انسان ہے؛ کیونکہ یہ غلط ہو جائے گا اسی واسطے موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آئے گا۔ جیسے: کوئی انسان پتھر نہیں، اس کا عکس کوئی پتھر انسان نہیں آئے گا اور سالبہ جزئیہ کا عکس ہر جگہ لازمی طور سے نہیں آتا۔ دیکھو! بعض جاندار انسان نہیں۔ سالبہ جزئیہ ہے اس کا عکس بعض انسان جاندار نہیں اگر نکالیں تو صادق نہ ہوگا۔

حجة: (جس کی تعریف تم پڑھ چکے ہو) کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قیاس (۲) استقرا (۳) تمثیل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قیاس : وہ قول مرکب ہے جو ایسے دو یا زیادہ قضیوں سے مل کر بنے کہ اگر ان قضیوں کو مان لیں تو ایک اور قضیہ بھی ماننا پڑا اور یہ قضیہ جس کو ماننا ضروری ہے نتیجہ قیاس، کہلاتا ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے یہ دو قضیے ہیں ان کو اگر تم مان لو تو ان کے ماننے سے تم کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہر انسان جسم ہے اس میں یہ دو قضیے تو قیاس کہلائیں گے اور تیسرا قضیہ جس کا ماننا لازم ہے نتیجہ کہلاتا ہے۔ خوب سمجھ لو اور نتیجہ کے اندر جو موضوع ہے۔ جیسے انسان کا اصغر نام رکھا جاتا ہے اور محمول جیسے جسم ہے اکبر کہتے ہیں اور جو قضیہ قیاس کا جزو بنے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔ جیسے: مثال مذکور میں ہر انسان جاندار ہے یہ ایک مقدمہ ہے اور ہر جاندار جسم ہے یہ دوسرا مقدمہ ہے جس مقدمہ میں اصغر (نتیجہ کے موضوع) کا ذکر ہو اس کو صغریٰ کہتے ہیں اور جس میں اکبر (نتیجہ کے محمول) کا ذکر ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں۔ جیسے: مثالِ مذکور ہے ہر انسان جاندار ہے صغریٰ ہے؛ اس لیے کہ اصغر یعنی ہر انسان مذکور ہے اور ہر جاندار جسم ہے کبریٰ ہے؛ اس لیے کہ اس میں اکبر یعنی جسم کا ذکر ہے اور اصغر و اکبر کے سوا جو شئ قیاس میں مکرر مذکور ہو وہ حد اوسط کہلاتی ہے؛ اس لیے کہ یہ اصغر اور اکبر کے سوا ہے اور دو دفعہ اس کا ذکر آتا ہے۔

قیاس کی دو قسمیں ہیں: (۱) قیاسِ استثنائی (۲) قیاسِ اقترانی

قیاسِ استثنائی : وہ قیاس ہے جو دو قضیوں سے مرکب ہو اور پہلا قضیہ شرطیہ ہو اور دونوں کے درمیان لفظ لیکن آئے اور خود نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض اس قیاس میں مذکور ہو۔ جیسے: جب سورج نکلے گا دن موجود ہوگا؛ لیکن سورج موجود ہے، پس دن موجود ہے۔ دیکھو! اس قیاس میں نتیجہ بعینہٖ مذکور ہے جیسے جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا؛ لیکن دن موجود نہیں ہے، پس سورج نہیں ہے۔ دیکھو! اس قیاس میں نتیجہ کی نقیض یعنی سورج نکلے گا مذکور ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قیاس اقترانی: وہ ہے جس میں حرفِ لیکن مذکور نہ ہو اور نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہٖ مذکور نہ ہو جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے پس ہر انسان جسم ہے۔

❁❁❁

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محل امتحان نمبر (۱)، شرح تہذیب

وَالْحَمْدُ: هُوَ الثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيلِ الْاِخْتِيَارِيِّ نِعْمَةً كَانَ اَوْغَيْرَهَا. وَاللّٰهُ عَلَمٌ عَلَى الْأَصَحِّ لِلذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمَعِ لِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) حمد اور علی الجمیل الاختیار کی قید کا فائدہ لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة

حمد: وہ زبان سے تعریف کرنا ہے اختیاری خوبی پر، وہ اختیاری خوبی نعمت ہو یا غیر نعمت اور اللہ اصح قول کے مطابق اس ذاتِ واجب الوجود کا نام ہے جو تمام صفاتِ کمالیہ کو جامع ہو۔

(ب) مطلب

کسی کی اختیاری خوبی پر زبان سے تعریف کرنا حمد ہے یہ اختیاری خوبیاں نعمت ہو یا غیر نعمت خوبیوں کے نعمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر انعام ہو، اور خوبیوں کے غیر نعمت ہونے کا مطلب کہ وہ خوبی اللہ کی ذاتی خصلت ہو، بندوں پر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

انعام نہیں ہوتا، مثلاً خدا کا عالم ہونا وغیرہ اور اللہ اصح قول کے مطابق اس ذات واجب الوجود کو کہتے ہیں جو تمام خوبیوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہو، اور جو ہمیشہ ہمیش موجود رہنے والی ہستی ہے۔

(ج) حمد اور علی الجمیل الاختیار کی قید کا فائدہ

حمد میں تعریف لسانی کی قید سے شکر نکل گیا؛ کیونکہ شکر زبانی اور غیر زبانی یعنی دیگر اعضاء و جوارح سے بھی ہوتا ہے۔ نعمۃً کان او غیرھا: اس قید سے بھی شکر نکل گیا؛ کیونکہ شکر صرف نعمت کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ حمد عام ہے وہ نعمت کے مقابلے میں بھی ہوتی ہے اور غیر نعمت کے مقابلے میں بھی ہوتی ہے۔

محل امتحان نمبر (۲)، شرح تہذیب

وَالْفَرْقُ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْمَعْنَيَيْنِ: أَنَّ الْأَوَّلَ يَسْتَلْزِمُ الْوُصُوْلَ إِلَى الْمَطْلُوْبِ، بِخِلَافِ الثَّانِيْ: فَإِنَّ الدَّلَالَةَ عَلٰى مَايُوْصِلُهُ إِلَى الْمَطْلُوْبِ لَاتَلْزَمُ أَنْ تَكُوْنَ مُوْصِلَةً إِلٰى مَايُوْصِلُ، فَكَيْفَ تُوْصِلُ إِلَى الْمَطْلُوْبِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) ھٰذین المعنین کی مراد واضح کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

ان دونوں معنوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلا معنیٰ مطلب تک پہنچنے کو مستلزم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، برخلاف دوسرے معنیٰ کے، پس بیشک اس راستہ کی طرف رہنمائی کرنا جو مطلوب تک پہنچادینا لازم نہیں ہے کہ وہ ایسے راستہ کی طرف پہونچانے والی ہو جو راستہ پہنچائے تو وہ رہنمائی مطلوب تک کیسے پہنچائے گی۔

(ب) مطلب

ہدایت کے دونوں معنوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلے معنیٰ منزلِ مقصود تک پہنچنے کو مستلزم ہیں، جیسے: کوئی شخص تم سے کسی جگہ کا راستہ معلوم کرے اور تم اس کا ہاتھ پکڑ کر منزلِ مقصود تک پہنچادو۔ برخلاف دوسرے معنیٰ کے کہ اس میں منزلِ مقصود تک پہنچنا ضروری نہیں؛ کیونکہ اراءۃ الطریق کا مطلب ہے کہ منزلِ مقصود تک پہنچانے والا راستہ دکھایا جائے تو کوئی ضروری نہیں کہ آپ کی راہنمائی سے منزلِ مقصود تک پہنچانے والا راستہ مل بھی جائے، بھلا بتایئے! وہ راہنمائی جس سے منزلِ مقصود کے راستہ تک پہونچنا ضروری نہیں تو وہ منزلِ مقصود تک کیسے پہونچا سکتی ہے۔

(ج) هٰذين المعنين کی مراد

اس سے ہدایت کے دو معنیٰ مراد ہیں:

(۱) منزلِ مقصود تک پہونچنا (ایصال الی المطلوب)۔

(۲) وہ راستہ دکھانا جو منزلِ مقصود تک پہونچائے (اراءۃ الطریق)۔

محل امتحان نمبر (۳)، شرح تہذیب

وَاخْتَارَ مِنْ بَيْنِ الصِّفَاتِ هٰذِهِ؛ لِكَوْنِهَا مُسْتَلْزِمَةً لِسَائِرِ الصِّفَاتِ الْكَمَالِيَّةِ مَعَ مَافِيْهِ مِنَ التَّصْرِيْحِ بِكَوْنِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُرْسَلًا. فَإِنَّ الرِّسَالَةَ فَوْقَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ الْمُرْسَلَ هُوَ النَّبِيُّ الَّذِيْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ وَحْيٌ وَكِتَابٌ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے، مطلب لکھتے ہوئے اعتراض و جواب کو لکھیں۔

(ج) رسول اور نبی میں فرق کو ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

ماتن نے صفات میں سے اس صفت کو اختیار کیا اس کے تمام صفاتِ کمالیہ کو مستلزم ہونے کی وجہ سے علاوہ ازیں اس میں نبی علیہ السلام کے رسول ہونے کی صراحت کرنا ہے، بیشک رسالت نبوت سے بڑھ کر ہے، اس لیے کہ رسول وہ نبی ہے جس کی طرف وحی اور کتاب بھیجی گئی ہے۔

(ب) مطلبا وراعتراض و جواب

واختـــــار: یہ ایک سوالِ مقدر کا جواب ہے یعنی ایک اعتراض کا جواب ہے، اعتراض یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد اوصاف ہیں تو ان متعدد اوصاف میں سے ماتن نے صرف صفتِ رسالت کو ہی کیوں اختیار کیا؟

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ماتن نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد صفات میں سے خاص طور پر وصفِ رسالت کو ذکر کیا اس کی دو وجہ ہیں: (۱) وصفِ رسالت تمام صفاتِ کمالیہ کو جامع ہے (۲) وصفِ رسالت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی صراحت ہے۔

قولـہ: فَإِنَّ الرِّسَالَةَ فَوْقَ النُّبُوَّةِ: یہ ایک سوالِ مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس وصفِ رسالت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی صراحت سے کیا فائدہ ہوا؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ وصفِ رسالت نبوت سے بڑھ کر ہے؛ کیونکہ رسول وہ نبی ہوتا ہے کہ جس کے پاس وحی اور کتاب بھیجی گئی ہو۔

(ج) رسول اور نبی میں فرق

رسول اور نبی میں فرق یہ ہے کہ رسول کے پاس نئی کتاب وشریعت ہونے کی شرط ہے۔ نبی کے پاس نئی کتاب وشریعت ہونے کی شرط نہیں ہے؛ بلکہ وہ پچھلے رسول کی کتاب وشریعت کا مبلغ ہوتا ہے۔

محل امتحان نمبر (۴)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ: سِيَّمَ السِّيُّ بِمَعْنَى الْمِثْلِ يُقَالُ هُمَا سِيَّانِ أَيْ مِثْلَانِ. وَاصْلُ سِيَّمَا لَاسِيَّمَا حُذِفَ "لَا" فِي اللَّفْظِ، لِكِنَّهُ مُرَادٌ مَعْنًى وَمَازَائِدَةٌ، اَوْمَوْصُوْلَةٌ، اَوْمَوْصُوْفَةٌ، وَهٰذَا أَصْلُهُ، ثُمَّ اسْتُعْمِلَ بِمَعْنَى "خُصُوْصًا" وَفِيْمَا بَعْدَهُ ثَلَاثَةُ اَوْجُهٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب اس طرح لکھیں کہ سِيَّمَا کی تحقیق، سِيَّمَا کا استعمال، اور سِيَّمَا کے مابعد کا اعراب اچھی طرح سے واضح ہو جائیں۔

جواب

(الف) ترجمہ

ماتن کا قول سِيَّمَا "السِّيُّ" مثل کے معنیٰ میں ہے کہا جاتا ہے: هُمَا سِيَانِ یعنی مثلان (وہ دونوں برابر ہیں) سیما کی اصل لاسیما ہے "لا" کو لفظ میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حذف کردیا گیا؛ لیکن معنیٰ مراد ہے، اور ما زائدہ ہے یا موصولہ ہے یا موصوفہ۔
یہ اس کی اصل (لغوی معنیٰ) ہے پھر اس کو خصوصاً کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا۔

(ب) مطلب اور سِیَّمَان کی تحقیق

قولہ: سیما: سی کے معنیٰ مثل کے ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے: ھماسیان یعنی دونوں ایک جیسے ہیں کسی وصف میں۔

قولہ: وَأَصْلُ سِیَّمَا: سیّما کی اصل لاسیّما ہے، کثرتِ استعمال کی وجہ سے لالفظًا حذف کردیا گیا؛ لیکن معنیٰ مراد ہے، لہٰذا جب معنیٰ مراد ہے تو ما کے زائد ہونے کی صورت میں عبارت ہوگی: "لامثل الولد" لڑکے کی طرح نہیں اور ما کے موصولہ ہونے کی صورت میں عبارت ہوگی: "لامثل الذي هو الولد" (اس شئ کی طرح نہیں جو لڑکا ہے) اور ما کے موصوفہ ہونے کی صورت میں عبارت ہوگی: لامثل شیء هو الولد (کسی ایسی شئ کی طرح نہیں جو لڑکا ہے)۔

سِیَّمَا کا استعمال

قولہ: وهٰذا اصلهٗ: سی کے لغوی معنیٰ تو مثل کے ہیں، پھر بعد میں سیما کو خصوصاً کے معنیٰ میں کیا جانے لگا خواہ اس کے ساتھ "لا" کو استعمال کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

اور سِیَّمَا کے مابعد کا اعراب

سیّما کے مابعد کا اعراب:

قولہٗ: فیما بعدہ: سِیٌّ کے بعد والے لفظ میں اعراب کے اعتبار سے تین صورتیں ہیں:

(۱) رفع: اس صورت میں مبتدا محذوف کی خبر ہوگا اور وہ مبتدا "ھو" ہے، یعنی ھو الولدُ الاعز الخ اور "جملہ" موصولہ کا صلہ یا موصوفہ کی صفت ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۲) نصب: اس صورت میں مستثنیٰ ہونے کی بناء پر منصوب ہوگا، یا "اعنی" فعل محذوف کی بناء پر منصوب ہوگا۔

(۳) سيٌّ: کا مضاف الیہ ہونے کی بنا پر مجرور ہوگا، اس صورت میں ما زائدہ ہوگا۔

محل امتحان نمبر (۵)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ إِنْ كَانَ إِذْعَانًا لِلنِّسْبَةِ: أَيِ اِعْتِقَادًا لِلنِّسْبَةِ الْخَبَرِيَّةِ الثُّبُوْتِيَّةِ، كَالْإِذْعَانِ بِأَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ؛ أَوِ السَّلْبِيَّةِ، كَالْإِعْتِقَادِ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِقَائِمٍ. فَقَدِاخْتَارَ مَذْهَبَ الْحُكَمَاءِ حَيْثُ جَعَلَتِ التَّصْدِيْقَ نَفْسَ الْإِذْعَانِ وَالْحُكْمِ، دُوْنَ الْمَجْمُوْعِ الْمُرَكَّبِ مِنْهُ، وَمِنْ تَصَوُّرِ الطَّرَفَيْنِ، كَمَازَعَمَهُ الْإِمَامُ الرَّازِيُّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے تصدیق کے متعلق حکماء اور امام رازی کا مذہب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة

ماتن کا قول: إِنْ كَانَ إِذْعَانًا الخ یعنی اگر نسبتِ خبریہ ثبوتیہ کا اعتقاد ہو جیسے: اس بات کا اعتقاد کہ زید کھڑا ہے، یا نسبتِ سلبیہ کا اعتقاد ہو جیسے اس بات کا اعتقاد کہ زید کھڑا نہیں ہے۔ ماتن نے حکماء کے مذہب کو اختیار کیا؛ اس لیے کہ انہوں نے تصدیق نفسِ اعتقاد حکم کو قرار دیا نہ کہ اس چیز کو جو مجموعہ ہو اور مرکب ہو حکم اور طرفین کے تصور سے جیسا کہ امام رازیؒ نے اس کا گمان کیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب

قولہ: إن کان اذعانًا للنِّسبة الخ: متن میں جو تصدیق کی تعریف مذکور ہے۔ یہاں سے شارح اس کی وضاحت فرمارہے ہیں؛ چنانچہ فرماتے ہیں کہ موضوع اور محمول کے درمیان نسبتِ خبریہ خواہ ثبوتی ہو یا سلبی اس نسبت کے اعتقاد کو تصدیق کہتے ہیں نسبتِ خبریہ ثبوتی کے اعتقاد کی مثال جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ میں اس بات کا اعتقاد کہ زید کھڑا ہے، نسبتِ خبریہ سلبیہ کے اعتقاد کی مثال جیسے: زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ میں اس بات کا اعتقاد کہ زید کھڑا نہیں ہے۔

تصدیق کے متعلق حکماء اور امام رازی کا مذہب

فَقَدِ اختارَ مذهب الحكماء: اس عبارت سے اختلاف کو ذکر کررہے ہیں۔ تشریح سے قبل چند باتیں تمہیداً سمجھ لیجیے: (۱) اذعان وحکم یہ دونوں یہاں مترادف الفاظ ہیں (۲) حکماء کے نزدیک تصدیق بسیط ہے اور مصنفؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور امام رازی کے نزدیک تصدیق چار چیزوں کے مجموعے کا نام ہے: (۱) موضوع (۲) محمول (۳) نسبت (۴) نسبت کا اعتقاد، فرق اتنا ہے کہ حکماء کے نزدیک یہ تینوں (موضوع، محمول، نسبت) تصدیق کے لیے شرط ہیں اور شرط شئ "شئ" سے خارج ہوتی ہے، اور امام رازیؒ کے نزدیک یہ تینوں تصدیق کے لیے رکن ہیں اور رکن شئ "شئ" میں داخل ہوتی ہے، اب عبارت کی تشریح ملاحظہ فرمائیے!

مصنف نے حکماء کا مذہب اختیار کیا؛ اس لیے کہ مصنف نے نسبت کے محض اعتقاد کو تصدیق قرار دیا ہے، انہوں نے موضوع، محمول، نسبت اور نسبت کا اعتقاد، ان سب کے مجموعے کو تصدیق قرار نہیں دیا؛ البتہ امام رازیؒ نے ان چاروں کے مجموعہ کو تصدیق قرار دیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تنبیہ: امام رازیؒ کا اصل مذہب تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک تصدیق کے چار اجزاء ہیں: (موضوع، محمول، نسبت اور نسبت کا اعتقاد) لیکن شارح نے اختصار کے پیش نظر صرف تین اجزاء ذکر کیے، موضوع، محمول اور حکم (اعتقاد)۔

محل امتحان نمبر (۶)، شرح تہذیب

وَهِيَ: كَوْنُ الشَّيْءِ بِحَيْثُ يَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِهِ الْعِلْمُ بِشَيْءٍ آخَرَ، وَالْأَوَّلُ هُوَ الدَّالُّ، وَالثَّانِي هُوَ الْمَدْلُوْلُ. وَالدَّالُّ: إِنْ كَانَ لَفْظًا فَالدَّلَالَةُ "لَفْظِيَّةٌ" وَإِلَّا "فَغَيْرُ لَفْظِيَّةٍ".

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) دلالتِ لفظیہ اور دلالتِ غیر لفظیہ کی قسمیں مع مثال لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور وہ (یعنی دلالت) کسی شی کا اس حیثیت سے ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے، پہلا وہ دال اور دوسرا وہ مدلول ہے۔ اور اگر دلالت کرنے والی چیز لفظ ہو تو دلالتِ لفظیہ ہے ورنہ تو غیر لفظیہ۔

(ب) مطلب

قولہ: وهي كون الشيئ: یہاں سے مصنفؒ دلالت کی تعریف کر رہے ہیں کہ کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے، اوّل (جس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے ذریعے جانا گیا ہے) کو دال اور دوسری چیز (جس کو جانا گیا ہے) کو مدلول کہتے ہیں۔ جیسے: دھواں دیکھ کر آگ کا علم ہوتا ہے تو دھواں دال اور آگ مدلول ہے اور دھویں سے آگ کا علم ہونا یہ دلالت ہے۔

قولہ: وَالدَّالُّ: سے مصنفؒ دلالت سے فارغ ہونے کے بعد اس کے اقسام کو بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ دلالت کی اوّلاً دو قسمیں ہیں:

(۱) دلالتِ لفظیہ (۲) دلالتِ غیر لفظیہ

(۱) دلالتِ لفظیہ: وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو۔ جیسے: لفظ زید کی دلالت اس کی ذات پر۔

(۲) دلالتِ غیر لفظیہ: وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو۔ جیسے: دھویں کی دلالت آگ پر۔

(ج) دلالتِ لفظیہ کی قسمیں مع مثال

دلالتِ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) دلالتِ لفظیہ وضعیہ: دلالتِ لفظیہ وضعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو، جیسے: لفظ زید کی دلالت ذاتِ زید پر۔

(۲) دلالتِ لفظیہ طبعیہ: دلالتِ لفظیہ طبعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت طبیعت کے تقاضہ کی وجہ سے ہو جیسے لفظِ اُح اُح کی دلالت سینے کے درد پر؛ کیونکہ سینے کے درد کے وقت تمہاری طبیعت اس لفظ کے بولنے پر آمادہ ہوتی ہے۔

(۳) دلالتِ لفظیہ عقلیہ: دلالتِ لفظیہ عقلیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت عقل کے تقاضہ کی وجہ سے ہو۔ جیسے: دیوار کے پیچھے سے سنے ہوئے لفظ دیز (جو زید کا اُلٹا ہے) کی دلالت کسی بولنے والے کے وجود پر۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دلالتِ غیر لفظیہ کی قسمیں مع مثال

اسی طرح دلالتِ غیر لفظیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) دلالتِ غیر لفظیہ وضعیہ: دلالتِ غیر لفظیہ وضعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو۔ جیسے: دوالِ اربع (عُقد، نُصب، خطوط اور اشارات) کی دلالت ان کے مدلولات پر۔

(۲) دلالتِ غیر لفظیہ عقلیہ: دلالتِ غیر لفظیہ عقلیہ وہ دلالت ہے جس میں لفظ دال نہ ہو اور وہ دلالت عقل کے تقاضہ کی وجہ سے ہو۔ جیسے: دھویں کی دلالت آگ پر۔

(۳) دلالتِ غیر لفظیہ طبعیہ: دلالتِ غیر لفظیہ طبعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور وہ دلالت طبیعت کے تقاضہ کی وجہ سے ہو۔ جیسے: نبض کی تیزی کی دلالت بخار پر؛ اس لیے کہ جس وقت آپ کو بخار آتا ہے تو آپ کی نبز تیز چلنے لگتی ہے۔

محل امتحان نمبر (۷)، شرح تہذیب

وَهِيَ تَنْقَسِمُ إِلٰى مُطَابَقَةٍ وَتَضَمُّنٍ وَإِلْتِزَامٍ؛ لِأَنَّ دَلَالَةَ اللَّفْظِ بِسَبَبِ وَضْعِ الْوَاضِعِ إِمَّا عَلٰى تَمَامِ الْمَوْضُوعِ لَهُ، اَوْعَلٰى جُزْئِهِ، أَوْعَلٰى أَمْرٍ خَارِجٍ عَنْهُ وَلَابُدَّ فِيهِ مِنَ اللُّزُومِ عَقْلًا اَوْعُرْفًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) "ھی" ضمیر کا مرجع متعین کریں۔

(ج) دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی قسمیں تحریر کریں۔

(د) مطابقی، تضمی، التزامی کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں۔

(ھ) ولابُدّ فیه من اللزوم کی تشریح کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

اور ''دلالت'' مطابقی، تضمنی اور التزامی کی طرف منقسم ہوتی ہے؛ اس لیے کہ لفظ کی دلالت واضع کی وجہ سے یا تو پورے معنیٰ موضوع لہٗ پر ہوگی یا تو معنیٰ موضوع لہٗ کے جز پر ہوگی یا ایسی چیز پر ہوگی جو معنیٰ موضوع لہٗ سے خارج ہو، اور ضروری ہے التزامی میں لزوم کا ہونا خواہ لزومِ عقلی ہو یا عرفی۔

(ب) ''هي'' ضمیر کا مرجع

''هي'' ضمیر کا مرجع دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے۔

(ج) دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی قسمیں

دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) مطابقی (۲) تضمنی (۳) التزامُ

(د) مطابقی، تضمنی اور التزامی کی تعریف

دلالتِ مطابقی کی تعریف: دلالتِ مطابقی یہ ہے کہ واضع کی وجہ سے لفظ کی دلالت پورے معنیٰ موضوع لہٗ پر ہو تو اسے مطابقی کہیں گے۔ جیسے: انسان کی دلالت حیوانِ ناطق پر۔

دلالتِ تضمنی کی تعریف: دلالتِ تضمنی یہ ہے کہ واضع کی وضع کی وجہ سے لفظ کی دلالت معنیٰ موضوع لہٗ کے جزء پر ہو تو اسے دلالتِ تضمنی کہیں گے۔ جیسے: انسان کی دلالت صرف حیوان یا صرف ناطق پر۔

دلالتِ التزامی کی تعریف: دلالتِ التزامی یہ ہے کہ واضع کی وضع کی وجہ سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لفظ کی دلالت ایسے معنیٰ پر ہو جو معنیٰ موضوع لہٗ سے خارج ہوں تو اسے دلالتِ التزامی کہیں گے۔ جیسے: انسان کی دلالت قابلیت علم پر۔

مطابقی، تضمنی اور التزامی کی وجہ تسمیہ

مطابقت: لفظ مطابقت کے معنیٰ ہیں: موافقت؛ چونکہ اس دلالت میں لفظ اپنے پورے معنیٰ موضوع لہٗ کے موافق ہوتا ہے؛ اس لیے اسے مطابقی کہتے ہیں۔

تضمن: باب تفعل کا مصدر ہے، اس کے معنیٰ ہیں شامل ہونا؛ چونکہ اس دلالت میں لفظ کی دلالت ایسے معنیٰ پر ہوتی ہے جو معنیٰ موضوع لہٗ کے ضمن میں پائے جاتے ہیں؛ اس لیے اس کو دلالتِ تضمنی کہتے ہیں۔

التزام: باب افتعال کا مصدر ہے، جس کے معنیٰ ہیں چمٹے رہنا، جدا نہ ہونا۔ چونکہ اس دلالت میں لفظ کی دلالت ایسے معنیٰ پر ہوتی ہے جو معنیٰ موضوع لہٗ کے لیے لازم ہوتے ہیں؛ اس لیے اس کا نام دلالتِ التزامی رکھا گیا ہے۔

(ھ) ولابُدّ فیه من اللزوم کی تشریح

وَلا بُدّ فیه من اللزوم: یہاں سے کہنا چاہ رہے ہیں کہ دلالتِ التزامی پائے جانے کے لیے لزومِ ذہنی ضروری ہے، اب لزومِ ذہنی عام ہے، عقلی ہو یا عرفی۔

لزومِ ذہنی کی تعریف: لزومِ ذہنی کہتے ہیں کہ امر خارج کا اس طرح ہونا کہ ذہن میں ملزوم (موضوع لہٗ) کا تصور اس کے بغیر محال ہو۔

محل امتحان نمبر (۸)، شرح تہذیب

اَلْاَوَّلُ: مَالَاجُزْءَ لِلَفْظِهٖ، نَحْوُ: هَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ، وَالثَّانِيْ: مَالَاجُزْءَ لِمَعْنَاهُ، نَحْوُ: لَفْظِ "اللّٰهِ" وَالثَّالِثُ: مَالَادَلَالَةَ لِجُزْءِ لَفْظِهٖ عَلٰى

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جُزْءِ مَعْنَاهُ، كَزَيْدٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ عَلَمًا، وَالرَّابِعُ: مَايَدُلُّ جُزْءُ لَفْظِهِ عَلٰى جُزْءِ مَعْنَاهُ؛ لٰكِنَّ هٰذِهِ الدَّلَالَةَ غَيْرُ مَقْصُوْدَةٍ، كَالْحَيَوَانِ النَّاطِقِ عَلَمًا لِشَخْصٍ إِنْسَانِيٍّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) یہاں سے کس کی قسمیں بیان کی جارہی ہیں؟ اس کو ذکر کر کے مطلب لکھیں۔

(ج) مرکب کی تعریف اور اس کے تحقق کے لیے کتنی چیزیں ضروری ہیں ان کو بھی لکھیں۔

(د) مفرد کی بھی تعریف لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة

اوّل قسم وہ مفرد ہے کہ جس کے لفظ کے لیے کوئی جزء نہ ہو۔ جیسے: ہمزۂ استفہام، دوسری قسم وہ مفرد ہے کہ اس کے معنیٰ کے لیے کوئی جزء نہ ہو۔ جیسے: لفظ اللہ۔ تیسری قسم وہ مفرد ہے کہ اس کے لفظ کے جزء کی اس کے معنیٰ کے جزء پر دلالت نہ ہو۔ جیسے: زید اور عبداللہ علم ہونے کی حالت میں اور چوتھی قسم وہ مفرد ہے کہ اس کے لفظ کا جزء اپنے معنیٰ کے جزء پر دلالت کرے؛ لیکن یہ دلالت مقصود نہ ہو۔ جیسے: حیوانِ ناطق کسی شخص انسانی کا علم ہونے کی حالت میں۔

(ب) یہاں سے کس کی قسمیں بیان کی جارہی ہیں؟ اس کا ذکر اور مطلب

یہاں سے مفرد کی تقسیم کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ مفرد کی چار قسمیں ہیں، وہ یہ ہیں: اوّل یہ کہ لفظ ہی کا جزء نہ ہو۔ جیسے: ہمزۂ استفہام۔

دوم: یہ کہ لفظ کا جزء تو ہو مگر اس کے معنیٰ کا جزء نہ ہو۔ جیسے: لفظ اللہ، کہ اس میں کئی حروف ہیں مگر اس کے معنیٰ ذاتِ بسیط ہیں، اس میں کوئی جزء نہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوم: یہ کہ لفظ اور معنیٰ دونوں کے اجزاء ہوں؛ مگر لفظ کا جزء معنیٰ کے جزء پر دلالت نہ کرتا ہو۔ جیسے: لفظ عبداللہ کسی کا نام ہو تو لفظ کا جزء بھی ہے، معنیٰ کا جز بھی، عبد کے معنیٰ اور ہیں (بندہ) اور اللہ کے معنیٰ اور ہیں (واجب الوجود) مگر نام ہونے کی حالت میں لفظ عبداللہ کا جزء معنیٰ کے جزء پر دلالت نہیں کرتا۔

فائدہ: لفظ عبداللہ کے ساتھ علم کی قید لگائی ہے؛ اس لیے کہ علم نہ ہونے کی صورت میں یہ مرکب اضافی ہے۔

چہارم: یہ کہ لفظ اور معنیٰ دونوں کے اجزاء ہوں اور لفظ کے جزء کی معنیٰ کے جزء پر دلالت بھی ہو؛ مگر وہ دلالت مقصود نہ ہو۔ جیسے: کسی انسان کا نام رکھا جائے حیوانِ ناطق، دیکھئے یہاں لفظ کا جزء بھی ہے اور معنیٰ کا بھی جزء ہے اور لفظ کا جزء معنیٰ کے جزء پر دلالت بھی کر رہا ہے؛ مگر علم ہونے کی حالت میں وہ دلالت مقصود نہیں ہے؛ اس لیے عبداللہ اور حیوانِ ناطق نام ہونے کی حالت میں مفرد ہیں۔

(ج) مرکب کی تعریف اور اس کے تحقق کے لیے کتنی چیزیں ضروری ہیں؟

مرکب: ایسے لفظ کو کہتے ہیں جس کے اجزاء سے معنیٰ کے اجزاء پر دلالت مقصود ہو۔

اس کے تحقق کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں: (۱) لفظ کا جزء ہو (۲) معنیٰ کا جزء ہو (۳) لفظ کا جزء معنیٰ کے جزء پر دلالت کرے (۴) یہ دلالت مقصود ہو۔ یہ چار باتیں مرکب کے تحقق کے لیے ضروری ہیں؛ اگر ان میں سے کوئی ایک بات نہ پائی جائے تو پھر مرکب کا تحقق نہیں ہوگا؛ بلکہ مفرد ہوگا۔

(د) مفرد کی تعریف

مفرد: ایسے لفظ کو کہتے ہیں جس کے اجزاء سے معنیٰ کے اجزاء پر دلالت مقصود نہ ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۹)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ الْمَفْهُوْمُ: أَيْ مَاحَصَلَ فِي الْعَقْلِ وَاعْلَمْ أَنَّ مَايُسْتَفَادُ مِنَ اللَّفْظِ بِاعْتِبَارِ أَنَّهُ فُهِمَ مِنْهُ يُسَمّٰى "مَفْهُوْمًا" وَبِاعْتِبَارِ أَنَّهُ قُصِدَ مِنْهُ يُسَمّٰى "مَعْنًى وَمَقْصُوْدًا" وَبِاعْتِبَارِ أَنَّ اللَّفْظَ دَالٌّ عَلَيْهِ يُسَمّٰى "مَدْلُوْلًا" قَوْلُهُ فَرْضُ صِدْقِهِ: اَلْفَرْضُ هٰهُنَا بِمَعْنٰى تَجْوِيْزِ الْعَقْلِ، لَا التَّقْدِيْرِ، فَإِنَّهُ لَايَسْتَحِيْلُ تَقْدِيْرُ صِدْقِ الْجُزْئِيِّ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) تشریح کریں۔

(ج) مفہوم کی تعریف اور اس کے اقسام کی تعریف کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

ماتن کا قول "المفہوم" یعنی وہ معنیٰ جو عقل میں حاصل ہوں اور تو جان لے کہ جو معنیٰ لفظ سے حاصل ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ وہ معنیٰ لفظ سے سمجھے گئے ہیں اس معنیٰ کا نام مفہوم رکھا جاتا ہے اور اس اعتبار سے کہ لفظ سے اس کا ارادہ کیا گیا ہے تو اس کا نام معنیٰ اور مقصود رکھا جاتا ہے اور اس اعتبار سے کہ لفظ اس پر دلالت کرتا ہے اس کا نام مدلول رکھا جاتا ہے۔ ماتن کا قول "فرض صدقہ" یہاں لفظِ فرض عقل کے جائز قرار دینے کے معنیٰ میں ہے مان لینے کے معنیٰ میں نہیں؛ کیونکہ بہت سے افراد پر جزئی کے صادق آنے کو مان لینا محال ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) تشریح

قولہ: المفهوم اي ماحصل الإخ: جو چیز ذہن اور عقل میں حاصل ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں۔ جیسے: حامد اور رشید کی صورت ہمارے ذہن میں ہے۔

إعلم إنّ مايستفاد إلخ: إعلم سے یا تو کسی اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے یا کوئی نفع کی بات بیان کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ شارح یہاں سے ایک نفع کی بات بتلا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ جو چیز لفظ سے سمجھ میں آئے اس کے چند نام ہیں: (۱) مفہوم (۲) معنیٰ ومقصود (۳) مدلول۔ تینوں ایک ہی چیز ہیں؛ لیکن ان میں اعتباری فرق ہے اگر یہ اعتبار کیا جائے کہ یہ لفظ سے سمجھا جاتا ہے تو اس کو مفہوم کہتے ہیں اور اگر یہ اعتبار کیا جائے کہ لفظ سے اس کا قصد وارادہ کیا گیا ہے تو اس کو معنیٰ اور مقصود کہا جاتا ہے۔ اور اگر یہ اعتبار کیا جائے کہ لفظ اس پر دلالت کرتا ہے تو اس کو مدلول کہا جاتا ہے۔ جیسے: پانی آسمان کی طرف اُٹھے تو بھاپ کہلائے، آسمان سے برسے تو بارش، جم کر گرے تو اولے، گر کر جم جائے تو برف، پتیوں پر ہو تو شبنم۔ دیکھئے! یہاں پانی کے مختلف اعتبار سے مختلف نام ہو گئے۔

قولہ: فرض صدقه: یہاں سے شارحؒ فرماتے ہیں کہ لفظ فرض دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے: (۱) عقل کا کسی بات کو جائز قرار دینا (۲) مان لینا؛ لیکن کلی اور جزئی کی تعریف میں لفظ فرض سے مراد عقل کا کسی بات کو جائز قرار دینا ہے، مان لینا نہیں؛ کیونکہ اس اعتبار سے تو جزئی کے مفہوم میں بھی تکثر فرض کیا جاسکتا ہے جو کہ محال نہیں؛ بلکہ صحیح ہے؛ کیونکہ فرض یعنی مان لینا محال نہیں، اس طریقے سے کوئی جزئی ''جزئی'' نہیں رہے گا سب جزئیات کلی بن جائیں گے تو دیکھئے! فرض کے معنیٰ ''مان لینے'' کی صورت میں یہ خرابی لازم آتی ہے: اس لیے یہاں فرض کے معنیٰ ہیں عقل کا کسی بات کو جائز قرار دینا نہ کہ مان لینا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) مفہوم کی تعریف اور اس کے اقسام کی تعریف

مفہوم کی تعریف: جو چیز ذہن اور عقل میں آئے اس کو مفہوم کہتے ہیں۔ جیسے: جامع رشید کی صورت ہمارے ذہن میں۔

مفہوم کی دو قسمیں ہیں: (۱) جزئی (۲) کلی

(۱) جزئی: وہ مفہوم ہے کہ عقل بہت سے افراد پر اس کے (مفہوم کے) صادق آنے کو جائز نہ رکھے۔ جیسے: کاظم، یہ علم ہونے کی صورت میں دولت معلومہ پر بولے جاتے ہیں، کثیر پر بولے جانے کو عقل جائز قرار نہیں دیتی۔

(۲) کلی: وہ مفہوم ہے کہ عقل اس کے (مفہوم کے) بہت سے افراد پر صادق آنے کو جائز رکھے۔ جیسے: آدمی، گھوڑا وغیرہ کہ عقل بہت سے افراد پر ان الفاظ کے بولے جانے کو جائز قرار دیتی ہے۔

محل امتحان نمبر (۱۰) شرح تہذیب

وَالْكُلِّيَانُ خَمْسٌ، اَلْأَوَّلُ: اَلْجِنْسُ، وَهُوَ الْمَقُوْلُ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ؟ وَالْكُلِّيَّاتُ: أَيِ الْكُلِّيَاتُ الَّتِيْ لَهَا أَفْرَادٌ بِحَسَبِ نَفْسِ الْأَمْرِ فِي الذِّهْنِ أَوِ الْخَارِجِ مُنْحَصِرَةٌ فِيْ خَمْسَةِ أَنْوَاعٍ، قَوْلُهُ: وَأَمَّا الْكُلِّيَّاتُ الْفَرْضِيَّةُ اللَّتِيْ لَامِصْدَاقَ لَهَا خَارِجًا وَلَا ذِهْنًا، فَلَايَتَعَلَّقُ بِالْبَحْثِ عَنْهَا غَرَضٌ يُعْتَدُّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کی ایسی تشریح کریں کہ عبارت کے ہر ہر جزء کی پیچیدگی سے غبار ہو جائے۔

(ج) کلیات کی دلیل حصر بیان کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

کلیات پانچ ہیں، پہلی کلی جنس ہے، اور وہ ایسی کلی ہے جو بولی جاتی ہے بہت سی مختلف حقیقت رکھنے والی چیزوں پر ماہو کے جواب میں۔ ماتن کا قول والکلیات، یعنی وہ کلیات جن کے لیے افراد ہیں، نفس الامر کے اعتبار سے خواہ وہ ذہن میں متحقق ہوں یا خارج میں، پانچ قسموں میں منحصر ہیں اور بہر حال وہ کلیات فرضیہ جن کے لیے نہ تو خارج میں کوئی مصداق ہے اور نہ ہی ذہن میں، ان سے بحث کرنے سے کوئی ایسی غرض وابستہ نہیں جس کا اعتبار کیا جائے۔

(ب) عبارت کی ایسی تشریح

قولہ: والکلیات الإلخ: ماتن فرماتے ہیں کلیات کی پانچ قسمیں ہیں ان میں سے پہلی کلی جنس ہے۔ جنس وہ کلی ہے جو بہت سی ایسی چیزوں پر بولی جائے جن کی حقیقتیں جدا جدا ہیں اور وہ ماہو کے جواب میں واقع ہو، جیسے کہ حیوان، انسان، فرس وغیرہ بولا جاتا ہے، کہیں گے: الإنسان حیوان، الفرس حیوانٌ.

فوائد قیود

جنس کی یہ تعریف حد تام ہے، حد تام جنس وفصل سے مرکب ہوتی ہے۔

پس اس تعریف میں المقول جنس ہے جو پانچوں کلیوں کو شامل ہے؛ کیونکہ یہ سبھی کلیاں محمول ہوتی ہیں اور علیٰ کثیرین مختلفین بالحقائق پہلی فصل ہے، اس سے نوع، فصل اور خاصہ نکل گئے؛ کیونکہ وہ تینوں ایک حقیقت رکھنے والی چیزوں پر محمول ہوتی ہیں، حالانکہ جنس وہ کلی ہے جو جدا جدا حقیقت رکھنے والی چیزوں پر محمول ہو، اور فـــي

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب ماھو دوسری فصل ہے، جس سے عرضِ عام نکل گیا؛ کیونکہ عرضِ عام ماھو؟ کے جواب میں واقع نہیں ہوتا۔

قولہ: والکلیات الخ: کلی کی تعریف اوراس کے اقسام اوران اقسام کے درمیان نسبتوں کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد کلی کی اقسامِ خمسہ کو بیان کررہے ہیں۔عبارت کی تشریح سے قبل چند باتیں بطورِ تمہید کے جاننا ضروری ہیں: کلی کی ابتداءً دو قسمیں ہیں: (۱) کلی نفس الامری (۲) کلی فرضی۔

(۱) کلی نفس الامری: وہ کلی ہے جس کا وجود واقعی ہو، کسی فرض کرنے والے کے فرض کیے بغیر ثابت ہو۔ کلی نفس الامری کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) ذہنی (۲) خارجی

(۱) ذھنی: وہ کلی ہے جسکے افراد ذہن میں موجود ہوں، اگرچہ خارج میں اس کا ایک ہی فرد ہو۔ جیسے: الشمس کہ اس کے افراد ذہنیہ ہیں، اگرچہ خارج میں اس کا ایک ہی فرد ہے؛ مگر شمس کے دیگر افراد ممکن ہیں۔

(۲) خارجی: وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں موجود ہوں جیسے انسان کہ خارج میں اس کے افراد مثلاً عمران وغیرہ موجود ہیں۔

(۳) کلی فرضی: وہ کلی ہے جس کسی فرض کرنے والے کے فرض کی محتاج ہو یعنی اگر آپ اس کو فرض کریں تو ٹھیک ہے ورنہ تو کچھ نہیں، اس میں آپ محال کو بھی فرض کرسکتے ہیں۔ جیسے: لاشئ، لاممکن، لاموجود کہ جن کا مصداق نہ تو خارج میں ہے اور نہ ہی ذہن میں، ہم نے اپنی طرف سے اس کو فرض کرلیا ہے۔

اب عبارتِ مذکورہ کی تشریح ملاحظہ فرمایئے! وہ کلیات جن کے لیے حقیقت میں افراد ہوں، خواہ ذہن میں ہوں یا خارج میں ہوں ایسی کلیات کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) جنس (۲) نوع (۳) فصل (۴) خاصہ (۵) عرضِ عام۔

رہی وہ کلیاتِ فرضیہ جن کا مصداق نہ تو خارج میں ہے اور نہ ہی ذہن میں جیسے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لاشیٔ، لاممکن، لاموجود، ان سے ہماری ایسی غرض وابستہ نہیں جو معتبر ہو؛ اس لیے کہ معدومات کے احوال کو جاننے میں کوئی کمال نہیں ہے۔

تو اب کلیات کی تقسیم ہو رہی ہے۔ وہ کلیات نفس الامریہ کے اعتبار سے ہو رہی ہے۔ دراصل شارح نے الکلیات اللتي لها افراد الإخ: سے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ کلیات کا انحصار پانچ میں صحیح نہیں؛ کیونکہ کلیات فرضیہ ان پانچ کے علاوہ ہیں تو پھر الکلیات خمس کہنا کیسے صحیح ہوگا؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری بحث ایسی کلیات میں ہے جن کے لیے افراد ذہنیہ یا خارجیہ ہوں۔ اور ایسی کلیات پانچ ہیں۔ رہی کلیاتِ فرضیہ سو ان کا مصداق نہ تو خارج میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی ذہن میں، اس لیے وہ ہماری بحث سے خارج ہیں؛ نیز ان سے کوئی غرض بھی متعلق نہیں۔

(ج) کلیات کی دلیل حصر

کلی تین حال سے خالی نہیں یا تو اپنے افراد کی عینِ حقیقت ہوگی یا افراد کی حقیقت کا جزء ہوگی یا اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہوگی، اگر کلی اپنے افراد کی عین حقیقت ہو تو یہ قسم اوّل ہے جس کو نوع کہتے ہیں۔ جیسے: انسان، زید کے لیے نوع ہے، اور اگر اپنے افراد کی حقیقت کا جزء ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ اپنے افراد کے درمیان جزءِ مشترک ہوگی یا جزء مشترک نہ ہوگی؛ بلکہ جزءِ ممیز ہوگی، اگر تمام جزء مشترک ہو تو یہ قسم ثانی ہے اس کو جنس کہتے ہیں۔ جیسے: حیوان فرس انسان کے لیے۔ اگر جزء مشترک نہ ہو؛ بلکہ جزء ممیز ہو تو یہ قسم ثالث ہے جس کو فصل کہتے ہیں۔ جیسے: ناطق انسان کے لیے فصل ہے۔ اور اگر کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ کلی ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہوگی، یا خاص نہ ہوگی پس پہلی قسم ہے تو یہ قسم رابع ہے جس کو خاصہ کہتے ہیں۔ جیسے: ضاحک انسان کے لیے خاصہ ہے۔ اور دوسری قسم تو یہ قسم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

خامس ہے جس کو عرضِ عام کہتے ہیں۔ جیسے ماشی انسان، گدھے وغیرہ کے لیے عرضِ عام ہے؛ چونکہ دلیل حصر میں تمام جزء مشترک کی بات آئی تھی؛ اس لیے اس کی تعریف بیان کی جارہی ہے۔

تمام جزء مشترک: ایسی چیز کو کہتے ہیں جو چند حقیقتوں کے تمام مشترک اجزاء کو گھیرے ہوئے ہو۔ جیسے: حیوان انسان فرس وغیرہ کے تمام مشترک اجزاء (جسم نامی، حساس، متحرک بالارادہ) کو گھیرے ہوئے ہوں۔

محل امتحان نمبر (۱۱)، شرح تہذیب

وَهُوَ مُلَاحَظَةُ الْمَعْقُوْلِ، أَيْ تَوَجُّهُ النَّفْسِ نَحْوَ الْأَمْرِ الْمَعْلُوْمِ لِتَحْصِيْلِ أَمْرٍ غَيْرِ مَعْلُوْمٍ وَفِي الْعُدُوْلِ عَنْ لَفْظِ الْمَعْلُوْمِ إِلَى الْمَعْقُوْلِ فَوَائِدُ مِنْهَا التَّحَرُّزُ عَنْ اِسْتِعْمَالِ اللَّفْظِ الْمُشْتَرَكِ فِي التَّعْرِيْفِ. وَمِنْهَا التَّنْبِيْهُ عَلٰى أَنَّ الْفِكْرَ إِنَّمَا يَجْرِيْ فِي الْمَعْقُوْلَاتِ أَيِ الْأُمُوْرِ الْكُلِّيَّةِ الْحَاصِلَةِ فِي الْعَقْلِ دُوْنَ الْأُمُوْرِ الْجُزْئِيَّةِ، فَإِنَّ الْجُزْئِيَّ لَا يَكُوْنُ كَاسِبًا وَلَا مُكْتَسِبًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) نظر وفکر کی تعریف بیان کرتے ہوئے مطلب تحریر کریں۔

(ج) جزئی کاسب ومکتسب کیوں نہیں ہوتی؟

جواب

(الف) ترجمہ

مصنف کا قول: "وَهُوَ مُلَاحَظَةُ الْمَعْقُوْلِ" یعنی نظر وفکر نفس کو نامعلوم چیز کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حاصل کرنے کے لیے معلوم چیز کی طرف متوجہ کرنا ہے اور لفظ معلوم چھوڑ کر معقول اختیار کرنے میں چند فائدے ہیں: ان میں سے (ایک فائدہ) تعریف کے اندر لفظ مشترک کے استعمال سے بچنا ہے۔ اور ان میں سے (دوسرا فائدہ) اِس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ نظر وفکر صرف معقولات میں چلتا ہے، یعنی ان کلی اشیاء میں جو عقل میں آتی ہیں نہ کہ جزئی چیزوں میں، اس لیے کہ جزئی نہ تو کاسب ہوتی ہے اور نہ مکتسب۔

(ب) نظر وفکر کی تعریف مع مطلب ملاحظہ ہو

أَيِ النَّظَرُ تَوَجُّهُ النَّفْسِ نَحْوَ الْأَمْرِ الْمَعْلُوْمِ: شارح علیہ الرحمہ نے اس عبارت میں اوّلاً "ھو" ضمیر کا مرجع متعین کیا ہے کہ وہ نظر ہے، پھر لفظ ملاحظہ کے معنیٰ متعین کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ متن میں ملاحظہ مصدر اپنے معمول مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل محذوف ہے نفس اور معقول کے معنیٰ امر معلوم یعنی جانی ہوئی چیز کے ہیں، تو نظر کی تعریف یہ ہوئی:

نظر: انجانی اشیاء کو جاننے کے لیے جانی ہوئی اشیاء کی طرف نفسِ ناطقہ کا متوجہ کرنا، یعنی ان کو ترتیب دینا نظر وفکر ہے۔

پھر شارح نے ماتن کے لفظ معلوم سے عدول کرنے کی وجہ بیان کی ہے، یعنی عام طور پر مناطقہ نظر وفکر کی تعریف یہ کرتے ہیں: ترتيب أمور معلومة لتحصيل المجهول (امر مجہول کو حاصل کرنے کے لیے اُمورِ معلومہ کو ترتیب دینا نظر وفکر ہے) تو یہاں پر لفظ معلوم استعمال کیا گیا ہے؛ مگر ماتن نے اس کی بجائے معقول کا لفظ استعمال کیا، تو ایسا کیوں؟ اس کی شارح نے تین وجہیں بیان کی ہیں۔

(۱) اَلتَّحَرُّزُ عَنْ اِسْتِعْمَالِ اللَّفْظِ الْمُشْتَرَكِ فِي التَّعْرِيْفِ: تعریف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں مشترک لفظ کے استعمال سے بچنا ہے، یعنی تعریف کے اندر مشترک لفظ کا استعمال اچھا نہیں ہوتا ہے اور (معلوم، علم) سے مشتق ہے اور علم مشترک لفظ ہے؛ چنانچہ علم کا اطلاق یقین، ظن، تقلید، جہل مرکب، شک، وہم سب پر ہوتا ہے، جبکہ معقول جو عقل سے مشتق ہے، وہ ایسا نہیں ہے، تو اگر معلوم کا لفظ لاکر تعریف کی جاتی، تو نظر وفکر کی تعریف میں مشترک لفظ آجاتا، اب جب اس کو چھوڑ کر معقول کا لفظ لے آئے، تو اس سے بچاؤ ہوگیا۔

(۲) اَلتَّنْبِيْهُ عَلٰى أَنَّ الْفِكْرَ إِنَّمَا يَجْرِيْ فِي الْمَعْقُوْلَاتِ.: اس بات کو بتلانا ہے کہ نظر وفکر اُمورِ کلیہ میں چلتا ہے، اُمورِ جزئیہ میں نہیں۔ یعنی علم بمعنیٰ جاننا کلی کا بھی ہوتا ہے اور جزئی کا بھی، جبکہ عقل بمعنیٰ ذہن ودماغ میں آنا یہ صرف کلی کا ہوتا ہے، جزئی کا نہیں، تو اگر معلوم کا لفظ لایا جاتا، تو نظر وفکر کی تعریف کا خلاصہ یہ ہوتا کہ انجانی شی کو معلوم شے سے حاصل کرنے کا نام نظر وفکر ہے، خواہ وہ معلوم شی کلی ہو، یا جزئی، اس سے پتہ چلتا ہے کہ نظر وفکر اُمورِ کلیہ کی طرح اُمورِ جزئیہ کے اندر بھی جاری ہوتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے؛ بلکہ نظر وفکر تو صرف اور صرف اُمورِ کلیہ کے اندر چلتا ہے، اُمورِ جزئیہ میں نہیں۔ اب جبکہ معقول کا لفظ لایا گیا، تو اس سے یہ واضح ہوگیا کہ نظر وفکر اُمورِ کلیہ ہی میں جاری ہوگا؛ کیونکہ معقول امر کلی ہی ہوتا ہے، امر جزئی نہیں۔

(۳) رِعَايَةُ السَّجْعِ: سجع کی رعایت ہے۔ یعنی تیسرا فائدہ معقول کے لانے میں سجع کی رعایت ہے کہ اگر معلوم کا لفظ آتا، تو عبارت اس طرح ہوتی: ''مُلَاحَظَةُ الْمَعْلُوْمِ لِتَحْصِيْلِ الْمَجْهُوْلِ'' تو پہلے فقرہ کے آخر میں تو میم آگیا اور دوسرے فقرہ کے آخر میں لام آگیا، اس طرح توافق نہ رہتا، اب جب معقول کا لفظ لایا گیا، تو دونوں جگہ لام آنے سے توافق ہوگیا، اسی کا نام سجع ہے، تو اس رعایتِ سجع کی وجہ سے لفظ معلوم چھوڑ کر معقول لایا گیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) جزئی کا سب ومکتسب کیوں نہیں ہوتی؟ ملاحظہ ہو

(۱) جزئی کا سب (۲) مکتسب کیوں نہیں ہوتی؟ تو ان دعووں کی دلیل یہ ہے کہ جزئی اگر کا سب ہوگی، تو اس کا مکتسب دو حال سے خالی نہیں: (۱) یا تو وہ بھی جزئی ہوگا (۲) یا وہ کلی ہوگا اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں اور جو مستلزم ہو باطل کو وہ خود باطل ہوگا ہے، لہٰذا جزئی کا کا سب ہونا باطل ہے۔ اور اگر جزئی مکتسب ہو، تو پھر دو صورتیں ہیں: (۱) اس کا کا سب یا تو وہ بھی جزئی ہوگا (۲) یا وہ کلی ہوگا اور یہ دونوں صورتیں بھی باطل ہیں اور جو مستلزم ہو باطل کو وہ خود بھی باطل ہوتا ہے، لہٰذا جزئی کا مکتسب ہونا بھی باطل ہے۔ اب ثابت ہوگیا کہ جزئی کا سب اور مکتسب کچھ نہیں ہوتی۔ تاہم اب یہ!

سوال: ضرور قائم ہے کہ جزئی کے کا سب اور مکتسب ہونے کی صورت میں مذکورہ دونوں صورتیں (۱ اور ۲) کیوں باطل ہیں؟ اس کے جواب سے پہلے چند تمہیدی مقدمات ذہن نشین کرتے چلیں: (۱) کا سب کا مکتسب پر حمل ہوتا ہے، جیسے: اَلْاِنْسَانُ حَیَوَانٌ. (۲) جزئیات وافراد آپس میں مباین ہوتے ہیں، جیسے: زید، عمر، بکر وغیرہ۔ (۳) مباین کا مباین پر حمل درست نہیں (۴) خاص کا عام پر حمل درست نہیں ہتا (۵) جزئی اس کلی سے خاص ہوتی ہے جس کا وہ فرد ہو۔ جیسے: زید انسان سے خاص ہے اور انسان زید سے عام ہے (۶) جزئی اس کلی کا مبیان ہوتی ہے جس کا وہ فرد نہیں ہے، جیسے: زید فرس کا مباین ہے (۷) کلی کو اپنے تمام افراد کے ساتھ برابر کا تعلق ہوتا ہے، لہٰذا بغیر کسی وجہ کے صرف ایک کے لیے کسی لی کا کا سب ہونا یہ ترجیح بلا مرجح ہوگی، جو جائز نہیں۔

جواب: اب جواب کی تفصیل یہ ہوگی کہ جزئی اگر کا سب ہو، تو اس کا مکتسب بھی اگر جزئی ہوگا، تو یہ صورت اس لیے باطل ہے کہ اب کا سب کا مکتسب پر دوسرے اور تیسرے مقدمہ کی روشنی میں حمل نہیں ہوسکتا، حالانکہ حمل پہلے مقدمہ کی روشنی میں ضروری ہے۔ اور اگر مکتسب کلی ہو، تو یہ اس لیے باطل ہے کہ اب ''کاسبِ جزئی' یا تو ''مکتسب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کلی'' کا فرد ہوگا، یا کسی دوسری کلی کا، اگر کاسب، مکتسب کلی ہی کا فرد ہے، تو اب کاسب کا چوتھے اور پانچویں مقدمہ کی روشنی میں حمل نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر دوسری کلی کا فرد ہے، تب بھی تیسرے اور چھٹے مقدمہ کی روشنی میں حمل نہ ہوگا، حالانکہ حمل ضروری ہے۔ اور اگر جزئی مکتسب ہو، تو اس کا کاسب بھی اگر جزئی ہے تو یہ اس لیے باطل ہے کہ پھر کاسب کا مکتسب پر دوسرے وتیسرے مقدمہ کی روشنی میں حمل نہیں ہوسکتا۔ اور اگر اس کا کاسب کلی ہے، تو اب دو صورتیں ہیں: (الف) یا تو مکتسب جزئی اسی کاسب کلی کا فرد ہوگا (ب) یا دوسری کلی کا پہلی صورت ساتویں مقدمہ کی روشنی میں اس لیے باطل ہے کہ اب جب کاسب کا مکتسب پر حمل ہوگا، تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی، دوسری صورت اس لیے باطل ہے کہ اب کاسب کا مکتسب پر تیسرے اور چھٹے مقدمہ کی روشنی میں حمل ہی نہیں ہو سکے گا؛ کیونکہ مباین ہے، لہٰذا اس طرح جزئی کے کاسب ومکتسب ہونے کی صورت میں دونوں احتمال باطل ہیں اور جب دونوں احتمال باطل ہیں، تو جزئی کا کاسب ومکتسب ہونا بھی باطل ہے اور جب یہ باطل ہے، تو نظر وفکر کا اُمورِ جزئیہ میں جاری ہونا بھی باطل ہے اور جب یہ باطل ہے، تو یہ ثابت ہوگیا کہ نظر وفکر صرف اُمورِ کلیہ ہی میں چلتا ہے اُمورِ جزئیہ میں نہیں۔

محل امتحان نمبر (۱۲)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ: وَمَوْضُوْعُهُ: مَوْضُوْعُ الْعِلْمِ مَايُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ عَوَارِضِهِ الذَّاتِيَةِ، وَالْعَرَضُ الذَّاتِيُّ مَايَعْرِضُ لِلشَّيْءِ، إِمَّا أَوَّلًا وَبِالذَّاتِ، كَالتَّعَجُّبِ اللَّاحِقِ لِلْإِنْسَانِ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ إِنْسَانٌ، وَإِمَّابِوَاسِطَةِ أَمْرٍ مُسَاوٍ لِذٰلِكَ الشَّيْءِ، كَالضَّحِكِ الَّذِيْ يَعْرِضُ حَقِيْقَةً لِلْمُتَعَجِّبِ، ثُمَّ يُنْسَبُ عُرُوْضُهُ إِلَى الْإِنْسَانِ بِالْعَرَضِ وَالْمَجَازِ، فَافْهَمْ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
(ب) مطلب واضح طور پر لکھیں۔
(ج) عرضِ ذاتی کی تعریف اور اس کی قسمیں لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة

مصنفؒ کا قول: وَمَوْضُوْعُهٗ، علم کا موضوع وہ چیز ہوتی ہے، جس کے عوارضِ ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جائے۔ اور عرضِ ذاتی وہ چیز ہے، جو شیٔ کو یا تو براہِ راست اور بلا واسطہ عارض ہو، جیسے وہ تعجب جو انسان کو انسان ہونے کی حیثیت سے عارض ہوتا ہے، یا ایسے امر کے واسطے سے وہ چیز عارض ہو، جو امر اس شیٔ معروض کا مساوی ہو، جیسے وہ ضحک جو حقیقت کے اعتبار سے تو متعجب کو عارض ہوتا ہے، پھر اس کے عارض ہونے کو انسان کی طرف تبعاً ومجازاً منسوب کر دیا جاتا ہے، پس سمجھ لو۔

(ب) مطلب ملاحظہ ہو

ماتنؒ نے تو علمِ منطق کے موضوع کو بیان کیا ہے، شارحؒ نے مذکورہ عبارت میں سب سے پہلے تو مطلق موضوع کی تعریف بیان کی ہے اور پھر اس کے بعد عارض ذاتی کو بیان کیا ہے، جس کی جمع عوارض آتی ہے، عوارضِ ذاتیہ کے مقابل عوارضِ غریبہ ہوتے ہیں۔

مطلق موضوع: کسی بھی فن کا موضوع وہ چیز کہلاتی ہے جس کے حالات اور عوارض سے اس فن میں بحث ہو؛ البتہ یہ حالات وعوارض اس کے ذاتی ہوں غریبی نہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوں جیسے علمِ نحو کا موضوع کلمہ وکلام ہے؛ کیونکہ علمِ نحو میں کلمہ وکلام کے ذاتی حالات سے بحث ہوتی ہے۔ پھر شارحؒ نے عرضِ ذاتی کی تعریف کی ہے۔

(ج) عرضِ ذاتی کی تعریف اور اس کی قسمیں ملاحظہ ہوں

عرضِ ذاتی: وہ ہے جو معروض کو بلاواسطہ یا امر مساوی خواہ وہ داخل ہو یا خارج کے واسطہ سے عارض ہو۔

اب شارحؒ کی عوارضِ ذاتیہ کی بیان کردہ تعریف کو اگر غور سے دیکھیں تو اس میں تین صورتیں آتی ہیں:

(۱) عارضِ بلاواسطہ ہو جیسے عجب، انسان کو بلاواسطہ عارض ہوتا ہے۔

(۲) عارض ایسے واسطہ سے ہو، جو داخل معروض اور اس کا مساوی ہو جیسے تکلم، انسان کو عارض ہوتا ہے ناطق کے واسطہ سے اور ناطق انسان کا داخل (جزء) ہے اور مساوی ہے۔

(۳) عارض ایسے واسطہ سے ہو، جو خارجِ معروض اور اس کا مساوی ہو جیسے: ضحک، انسان کو عارض ہوتا ہے تعجب کے واسطہ سے اور تعجب انسان سے خارج ہے اور انسان کا مساوی ہے۔

محل امتحان نمبر (۱۳)، شرح تہذیب

وَالْعَرَضُ الذَّاتِيُ مَايَعْرِضُ لِلشَّيْءِ إِمَّاأَوَّلًا وَبِالذَّاتِ، كَالتَّعَجُّبِ اللَّاحِقِ لِلْإِنْسَانِ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ إِنْسَانٌ، وَإِمَّابِوَاسِطَةِ أَمْرٍ مُسَاوٍ لِذٰلِكَ الشَّيْءِ كَالضِّحْكِ الَّذِيْ يَعْرِضُ حَقِيْقَةً لِلْمُتَعَجِّبِ ثُمَّ يُنْسَبُ عُرُوْضُهُ إِلَى الْإِنْسَانِ بِالْعَرَضِ وَالْمَجَازِ فَافْهَمْ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) منطق کی تعریف، موضوع، غرض وغایت لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة

اور عرض ذاتی وہ چیز ہے جو شی کو یا تو براہِ راست اور بلا واسطہ عارض ہو جیسے "تعجب" جو انسان کو انسان ہونے کی حیثیت سے عارض ہوتا ہے یا ایسے امر کے واسطے سے وہ چیز عارض ہو جو امر اس شی معروض کا مساوی ہو جیسے وہ ضحک جو حقیقت کے اعتبار سے تو متعجب کو عارض ہوتا ہے پھر اس کے عارض ہونے کو انسان کی طرف تبعاً ومجازاً منسوب کر دیا جاتا ہے، پس سمجھ لو

(ب) منطق کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت ملاحظہ ہو

علم منطق کی تعریف: یہ ہے "هُوَ عِلْمٌ بِقَوَانِيْنَ تَعْصِمُ مُرَاعَاتُهَا الذِّهْنَ عَنِ الْخَطَاءِ فِي الْفِكْرِ" یعنی علم منطق ایسے اُصول وقوانین کا جاننا ہے کہ جن کی رعایت کرنا ذہن کو خطا فی الفکر سے محفوظ رکھے۔

منطق کا موضوع: "مَوْضُوْعُهُ الْمَعْلُوْمُ التَّصَوُّرِيُّ وَالتَّصْدِيْقِيُّ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُمَا يُوْصِلَانِ إِلَى الْمَجْهُوْلِ التَّصَوُّرِيِّ وَالتَّصْدِيْقِيِّ" یعنی منطق کا موضوعا تصور اور تصدیق معلوم ہے اس حیثیت سے کہ وہ تصور اور تصدیق مجہول تک پہنچادے۔

منطق کی غرض وغایت: "وَالْغَرَضُ مِنْهُ صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْفِكْرِ" یعنی منطق کی غرض ذہن کا خطا فی الفکر سے محفوظ رہنا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۱۴)، شرح تہذیب

اِعْلَمْ أَنَّ مَوْضُوْعَ الْمَنْطِقِ هُوَ الْمُعَرِّفُ وَالْحُجَّةُ. أَمَّا الْمُعَرِّفُ فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنِ الْمَعْلُوْمِ التَّصَوُّرِيِّ لٰكِنْ لَامُطْلَقًا بَلْ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ يُوْصِلُ إِلٰى مَجْهُوْلٍ تَصَوُّرِيٍّ كَالْحَيَوَانِ النَّاطِقِ الْمُوْصِلِ إِلٰى تَصَوُّرِ الْإِنْسَانِ وَأَمَّا الْمَعْلُوْمُ التَّصَوُّرِيُّ الَّذِيْ لَايُوْصِلُ إِلٰى مَجْهُوْلٍ تَصَوُّرِيٍّ فَلَايُسَمّٰى مُعَرِّفًا وَالْمَنْطِقِيُّ لَايَبْحَثُ عَنْهُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) منطق کے موضوع کی وضاحت کریں۔

(ج) معرف اور حجت کی تعریف لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ

مصنفؒ کا قول "اَلْمَعْلُوْمُ التَّصَوُّرِيُّ" جان تو کہ بیشک منطق کا موضوع وہ معرف اور حجت ہے۔ بہر حال معرف تو وہ تصور معلوم کا نام ہے؛ لیکن مطلقاً نہیں؛ بلکہ اس اعتبار سے کہ وہ تصور مجہول تک پہنچادے جیسے حیوانِ ناطق جو کہ انسان کے تصور تک پہنچانے والا ہے اور وہ تصور معلوم جو تصور مجہول تک نہ پہنچائے تو اس کا نام معرف نہیں رکھا جاتا ہے اور منطقی آدمی اس سے بحث بھی نہیں کرتا ہے۔

(ب) منطق کے موضوع کی وضاحت ملاحظہ ہو

ماتنؒ نے جو منطق کا موضوع تصور معلوم اور تصدیق معلوم کو قرار دیا ہے، وہاں پر "مِنْ حَيْثُ" کی قید سے مقید کیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

شارحؒ نے اسی قید کی روشنی میں مثالوں کے ذریعہ عبارت کی تشریح کی ہے؛ چنانچہ فرماتے ہیں کہ تصور معلوم اسی طرح تصدیق معلوم منطق کا موضوع تب ہی ہیں، جبکہ وہ ایصال الی المجہول کا فائدہ دیں، جیسے: حیوان اور ناطق، دو تصور معلوم ہیں اور "اَلْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ" اور "كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ" دو تصدیق معلوم ہیں اور دونوں ایصال الی المجہول کا فائدہ دیتے ہیں؛ چنانچہ حیوانِ ناطق سے انسان نامعلوم کا تصور ہو جاتا ہے اور "اَلْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ" سے "اَلْعَالَمُ حَادِثٌ" کی تصدیق ہو جاتی ہے (دلیل معلوم ہو جاتی ہے) لہٰذا یہ منطق کا موضوع ہیں اور ان ہی کو بالترتیب معرف اور حجت کہے ہیں۔ اور اگر تصور معلوم و تصدیق معلوم ایصال الی المطلوب کا فائدہ نہیں دے رہے ہیں، تو وہ منطق کا موضوع نہیں ہوتے اور ان کو معرف و حجت بھی نہیں کہتے، مثلاً زید، عمرو، بکر وغیرہ تصورات معلومہ ہیں، اسی طرح "اَلنَّارُ حَارَّةٌ" تصدیق معلوم ہے؛ مگر ان سے کسی تصور نامعلوم یا تصدیق نامعلوم کو (تصورات سے تصور اور تصدیقات سے تصدیق کو) حاصل نہیں کیا جاتا ہے، تو یہ منطق کا موضوع نہیں ہوں گے اور یہ معرف و حجت نہیں کہلائیں گے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ منطق کا موضوع تمام تصورات و تصدیقات نہیں؛ بلکہ صرف معلوم تصور و تصدیق ہیں، نیز معلوم صور و تصدیق بھی وہ جو ایصال الی المطلوب کا فائدہ دیں، باقی تصور و تصدیق مجہول، اسی طرح وہ تصور و تصدیق معلوم جو ایصال الی المطلوب میں مفید نہ ہوں، تو وہ منطق کا موضع نہیں، لہٰذا منطقی آدمی ان سے بحث ہی نہیں کرتا، وہ تو صرف ان سے بحث کرتا ہے، جو معلوم ہوں اور ایصال میں مفید ہوں۔

(ج) معرف اور حجت کی تعریف ملاحظہ ہو

معرف کی تعریف: وہ معلوماتِ تصوریہ ہیں جو مجہولاتِ تصوریہ تک پہنچانے والے ہوں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حجت کی تعریف: وہ معلوماتِ تصدیقہ ہیں جو مجہولاتِ تصدیقیہ تک پہنچانے والے ہوں۔

محل امتحان نمبر (۱۵)، شرح تہذیب

دَلَالَةُ اللَّفْظِ عَلٰى تَمَامِ مَاوُضِعَ لَهٗ مُطَابَقَةٌ وَعَلٰى جُزْئِهٖ تَضَمُّنٌ وَعَلَى الْخَارِجِ الْتِزَامٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) دلالت کی تعریف کر کے تینوں قسموں کی وضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

لفظ کی اپنے پورے معنیٰ موضوع لہٗ پر دلالت، دلالتِ مطابقی ہے اور معنیٰ موضوع لہٗ کے جزء پر دلالتِ تضمنی ہے اور معنیٰ موضوع لہٗ سے خارج شئ پر دلالتِ التزامی ہے۔

(ب) تشریح ملاحظہ ہو

مذکورہ عبارت میں ماتن نے دلالت کی تین قسمیں اور ان کی تعریفیں بیان کی ہیں، پہلے آپ مطلقاً دلالت کی تعریف دیکھتے چلیں۔

(ج) دلالت کی تعریف کر کے تینوں قسموں کی وضاحت ملاحظہ ہو

دلالت کی تعریف: کون الشیء بحیث یلزم من العلم به العلم بشیء آخر. یعنی کسی چیز کا کسی کے مقرر کرنے سے یا خود بخود قدرتی طور سے اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

طرح ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری نامعلوم چیز کا علم لازم آئے یعنی اس سے دوسری چیز کا علم ضرور ہو جائے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

دلالتِ مطابقی: وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے، جس میں لفظ اپنے پورے پورے معنیٰ موضوع لہٗ پر دلالت کرے، جیسے انسان کی دلالت حیوانِ ناطق کے مجموعہ پر؛ کیونکہ انسان "حیوانِ ناطق" کے مجموعہ کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

دلالتِ تضمنی: وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے، جس میں لفظ اپنے معنیٰ موضوع لہٗ کے جزء پر دلالت کرے، جیسے: انسان کی دلالت صرف حیوان، یا صرف ناطق پر؛ کیونکہ یہاں حیوانِ ناطق کے مجموعہ کے ایک جزء پر دلالت ہو رہی ہے۔

دلالتِ التزامی: وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے، جس میں لفظ اپنے معنیٰ وضوع لہٗ سے خارج، مگر لازمِ شیٔ پر دلال کرے، یعنی ایسی خارجی چیز پہ دلالت ہو جو معنیٰ موضوع کے لیے لازم ہو جیسے: انسان کی دلالت صفتِ علم اور صفتِ کتابت پر دلالتِ التزامی ہے؛ کیونکہ علم، حیوانِ ناطق سے خارج ہے؛ البتہ حیوانِ ناطق ہی کے لیے لازم ہے، یعنی کوئی اور دیگر مخلوق عالم یا کاتب نہیں ہوتی۔

محل امتحان نمبر (۱۶)، شرح تہذیب

قَوْلُهٗ مِنَ اللُّزُوْمِ أَيْ كَوْنُ الْأَمْرِ الْخَارِجِ بِحَيْثُ يَسْتَحِيْلُ تَصَوُّرُ الْمَوْضُوْعِ لَهٗ بِدُوْنِهٖ سَوَاءٌ كَانَ هٰذَا اللُّزُوْمُ الذِّهْنِيُّ عَقْلًا كَالْبَصَرِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْعَمٰى أَوْعُرْفًا كَالْجُوْدِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْحَاتِمِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے "فیہ" کی ضمیر کا مرجع معین کریں کہ کیا ہے؟

(ج) اور دلالتِ مطابقی، تضمنی، التزامی کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ

مصنفؒ کا قول "مِنَ اللُّزُوْمِ" یعنی امر خارج کا اس طرح ہونا کہ معنیٰ موضوع لہٗ کا تصور اس امر خارج کے بغیر محال ہو، خواہ یہ لزومِ ذہنی عقلی ہو، جیسے: بصر، عمی کی طرف نسبت کرتے ہوئے یا عرفی ہو جیسے: جود (سخاوت) حاتم کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے "فیہ" کی ضمیر کا مرجع ملاحظہ ہو

"فِیْـــہِ" کی ضمیر دلالتِ التزامی کی طرف راجع ہے یعنی دلالتِ التزامی کے لیے لزومِ شرط ہے۔

أَيْ كَوْنُ الْأَمْرِ الْخَارِجِ بِحَيْثُ يَسْتَحِيْلُ: شارحؒ نے یہ لزوم کی تعریف کی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی امر خارج کا موضوع لہٗ سے ایسا تعلق ہو کہ وہ معنیٰ موضوع لہٗ اس امر خارج کے بغیر متصور نہ ہوتا ہو، یعنی معنیٰ موضوع لہٗ کا جب تصور کیا جاتا ہو، تو اس امر خارج کا تصور ساتھ میں ضرور ہوتا ہو، تو یہ لزوم ہے، جیسے: بَـــصَـــرُ (آنکھ) اور عَـمٰی (اندھا) میں لزوم ہے؛ کیونکہ جب عمیٰ کا تصور ہوتا ہے، تو بصر کا ضرور ہوتا ہے، بغیر بصر کے عمیٰ کا تصور ہوتا ہی نہیں ہے۔

پھر اس لزوم کی اوّلاً دو قسمیں ہیں: (۱) لزومِ ذہنی (۲) لزومِ خارجی

لزومِ ذہنی: یہ ہے کہ صرف ذہن کے اعتبار سے یہ لزوم ہو، یعنی ذہن میں جب موضوع لہٗ کا تصور ہو، تو امر خارج کا بھی ذہن میں تصور ضرور ہو، جیسے: مذکورہ مثال میں لزومِ ذہنی ہے؛ کیونکہ اگر ذہن میں عمی آتا ہے، تو بصر بھی ذہن میں ضرور آتی ہے۔

لزومِ خارجی: یہ ہے کہ لزوم خارج کے اعتبار سے ہو، یعنی موضوع لہٗ جب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

خارج میں پایا جاتا ہو، تو امر خارج بھی خارج میں ضرور پایا جاتا ہو، جیسے: زوجیت اور اثنین کے بیچ میں لزوم خارجی ہے کہ خارج میں جب دو کا عدد پایا جاتا ہے، تو زوجیت (جفت ہونا) بھی ضرور پایا جاتا ہے۔

پھر لزوم ذہنی کی دو قسمیں ہیں: (۱) عقلی (۲) عرفی

لزومِ عقلی: یہ ہے کہ موضوع لہٗ کا تصور امر خارج کے بغیر عقلاً ناممکن ہو، یعنی عقل اس کیناممکن نے کا فیصلہ کرے، جیسے: بصر و عمیٰ میں لزوم عقلی ہے؛ کیونکہ عمیٰ کے تصور کو بصر کے بغیر عقل ناممکن سمجھتی ہے۔

لزومِ عرفی: یہ ہے کہ موضوع لہٗ کا تصور امر خارج کے بغیر عرفاً ناممکن ہو، یعنی عوام اور عرف امر خارج کے بغیر موضوع لہٗ کے تصور کو محال اور ناممکن سمجھتے ہوں، اگرچہ عقلاً ممکن ہو، جیسے: سخاوت اور حاتم طائی کے درمیان لزوم عرفی ہے؛ کیونکہ حاتم کا تصور سخاوت کے بغیر عقل میں تو ہو جاتا ہے؛ مگر عوام میں چونکہ حاتم طائی کی سخاوت بہت مشہور ہو چکی ہے؛ اس لیے عوام حاتم کے ساتھ سخاوت کا تصور ضرور کرتے ہیں، اس کے بغیر حاتم کا تصور نہیں کرتے۔

(ج) دلالتِ مطابقی، تضمنی، التزامی کی تعریفات مع امثلہ ملاحظہ ہو

دلالتِ مطابقی: وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے، جس میں لفظ اپنے پورے پورے معنیٰ موضوع لہٗ پر دلالت کرے، جیسے انسان کی دلالت حیوانِ ناطق کے مجموعہ پر؛ کیونکہ انسان ''حیوانِ ناطق'' کے مجموعہ کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

دلالتِ تضمنی: وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے، جس میں لفظ اپنے معنیٰ موضوع لہٗ کے جزء پر دلالت کرے، جیسے: انسان کی دلالت صرف حیوان، یا صرف ناطق پر؛ کیونکہ یہاں حیوانِ ناطق کے مجموعہ کے ایک جزء پر دلالت ہو رہی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دلالتِ التزامی: وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے، جس میں لفظ اپنے معنیٰ موضوع لہٗ سے خارج، مگر لازمِ شیٔ پر دلال کرے، یعنی ایسی خارجی چیز پہ دلالت ہو جو معنیٰ موضوع کے لیے لازم ہو جیسے: انسان کی دلالت صفتِ علم اور صفتِ کتابت پر دلالتِ التزامی ہے؛ کیونکہ علم، حیوانِ ناطق سے خارج ہے؛ البتہ حیوانِ ناطق ہی کے لیے لازم ہے، یعنی کوئی اور دیگر مخلوق عالم یا کاتب نہیں ہوتی۔

محل امتحان نمبر (۱۷)، شرح تہذیب

وَالْمَوْضُوْعُ أَيِ اللَّفْظُ الْمَوْضُوْعُ إِنْ أُرِيْدَ دَلَالَةُ جُزْءٍ مِنْهُ عَلٰى جُزْءِ مَعْنَاهُ فَهُوَ الْمُرَكَّبُ وَإِلَّافَهُوَ الْمُفْرَدُ فَالْمُرَكَّبُ إِنَّمَايَتَحَقَّقُ بِأُمُوْرٍ أَرْبَعِ الْأَوَّلُ: أَنْ يَكُوْنَ لِلَّفْظِ جُزْءٌ وَالثَّانِي أَنْ يَكُوْنَ لِمَعْنَاهُ جُزْءٌ وَالثَّالِثُ أَنْ يَدُلَّ جُزْءُ اللَّفْظِ عَلٰى جُزْءِ مَعْنَاهُ وَالرَّابِعُ أَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ الدَّلَالَةُ مُرَادَةً فَبِانْتِفَاءِ كُلٍّ مِنَ الْقُيُوْدِ الْأَرْبَعَةِ يَتَحَقَّقُ الْمُفْرَدُ فَلِلْمُرَكَّبِ قِسْمٌ وَاحِدٌ وَلِلْمُفْرَدِ أَقْسَامٌ أَرْبَعٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے مفرد کی اقسامِ اربعہ اور مرکب کی تعریف کو واضح کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

مصنفؒ کا قول "وَالْمَوْضُوْعُ"، یعنی لفظ موضوع کے جزء سے اگر اس کے معنیٰ کے جزء پر دلالت کا ارادہ کیا جائے، تو وہ مرکب ہے، ورنہ تو پس وہ مفرد ہے، تو مرکب متحقق ہوتا ہے چار چیزوں سے: اوّل یہ کہ لفظ کا جزء ہو، دوسرے یہ کہ اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے معنیٰ کا جزء ہو، تیسرے یہ کہ لفظ کا جزء لفظ کے معنیٰ کے جزء پر دلالت کرے اور چوتھے یہ کہ دلالت مراد بھی ہو، پس چاروں قیدوں میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے مفرد پایا جائے گا، لہٰذا مرکب کی تو ایک قسم (شکل) ہے اور مفرد کی چار قسمیں ہیں۔

(ب) مطلب، مفرد کی اقسامِ اربعہ اور مرکب کی تعریف ملاحظہ ہو

جزءِ لفظ اگر جزءِ معنیٰ پر دلالت کرے اور وہ دلالت متکلم کی مراد بھی ہو، تو وہ مرکب ہے، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) مرکب ہے؛ کیونکہ "زَیْدٌ" زید پر اور "قَائِمٌ" (کھڑا) پر اور "ھُوَ محذوف" ہے پر دلالت کر رہا ہے۔

مفرد: جزءِ لفظ جزءِ معنیٰ پر دلالت نہ کرے، یا کرے؛ مگر متکلم کی مقصود نہ ہو، تو وہ مفرد ہے، جیسے: زید مفرد ہے؛ کیونکہ جزء لفظ مثلاً "زا" جزءِ معنیٰ مثلاً ذات زید کے ہاتھ پر دلالت نہیں کرتا ہے، اسی طرح عبداللہ، جبکہ کسی آدمی کا علم ہو، مفرد ہے؛ کیونکہ نام ہونے کی صورت میں جزءِ لفظ مثلاً "عبد" جزءِ معنیٰ مثلاً اس آدمی کے ہاتھ پر دلالت نہیں کرتا ہے۔

فَالْمُرَكَّبُ إِنَّمَا يَتَحَقَّقُ بِأُمُوْرٍ أَرْبَعٍ: اس عبارت میں شارح علیہ الرحمہ نے مرکب کے پائے جانے کی شرائط اور قیودات اور آگے چل کر مفرد کے پائے جانے کی صورتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ قیودات اور صورتیں مفرد و مرکب کی تعریف سے سمجھ میں آرہی ہیں؛ چنانچہ شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مرکب کے لیے چار شرطیں ہیں:

(۱) لفظ کا جزء ہو (۲) معنیٰ کا جزء ہو (۳) لفظ کا جزء معنیٰ کے جزء پر دلالت کرتا ہو (۴) یہ دلالت مراد بھی ہو۔ اب جہاں یہ چاروں شرطیں ایک ساتھ اکٹھی پائی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جائیں گی، وہاں پر مرکب پایا جائے گا اور جہاں پر ان چاروں میں سے ایک بھی ختم ہو جائے گی، تو وہ لفظ فوراً مفرد میں پہنچ جائے گا؛ لہٰذا مفرد کے وجود کی شارحؒ کے بقول چار صورتیں بنیں گی اور مرکب کے وجود کی صرف ایک بنے گی۔ مفرد کی جو چار اقسام ہیں، وہ اس طرح ہیں:

(۱) لفظ موضوع بسیط ہو، یعنی اس کا جزء ہی نہ ہو، جیسے: "أ" (کیا) ہمزہ استفہام ہے، جو استفہام کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس کا کوئی جزء ہی نہیں ہے، لہٰذا یہ مفرد ہے۔

(۲) لفظ موضوع تو مرکب ہو؛ مگر اس کے معنیٰ بسیط ہوں، جیسے: اللہ (خدا) اس لفظ کے تین جزء "الف، لام اور ہا" ہیں؛ مگر اس کے معنیٰ کا کوئی جزء نہیں ہے؛ بلکہ اس کے معنی (خدا) بسیط ہیں، لہٰذا "اللّٰہ" مفرد ہے۔

(۳) لفظ و معنیٰ دونوں مرکب (ذی اجزاء) ہوں؛ مگر لفظ کے جزء کی معنیٰ کے جزء پر دلالت نہ ہو، جیسے: زید اور عبداللہ کے جزء کی ان کے معنیٰ کے جزء پر دلالت نہیں ہے؛ کیونکہ زید کے اجزاء کے معنیٰ ہی نہیں اور عبداللہ کے اجزاء کے معنیٰ تو ہیں مگر بوقتِ علم اس کے معنیٰ علمی (ذاتِ عبداللہ) کے اجزاء پر دلالت نہیں ہوتی ہے، لہٰذا یہ دونوں مفرد ہیں۔

(۴) لفظ و معنیٰ دونوں مرکب ہوں اور لفظ کے جزء کی معنیٰ کے جزء پر دلالت بھی ہو رہی ہو؛ لیکن یہ دلالت مقصود و مراد نہ ہو، جیسے: "حیوانِ ناطق" اگر کسی آدمی کا علَم ہو، تو وہ آدمی اس کا معنیٰ ہوئے اور اس آدمی کی ماہیت؛ بلکہ ہر آدمی کی ماہیت (ماہیتِ انسانیہ) دو چیزیں ہوتی ہیں: جاندار، عقل مند، تو یہاں پر حیوان، جاندار پر اور ناطق، عقل مند پر دلالت کر رہا ہے؛ لہٰذا جزء لفظ جزء معنیٰ پر دلالت کر رہا ہے؛ لیکن یہ دلالت مراد نہیں ہوتی ہے؛ کیونکہ علم کی دلالت اپنے مسمّیٰ پر جو مقصود ہوتی ہے، وہ مسمّیٰ کی ماہیت پر نہیں ہوتی؛ بلکہ مسمّیٰ کے تشخص اور وجودِ خارجی پر ہوتی ہے، تو یہاں پر جو لفظ کا جزء معنیٰ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے جزء پر دلالت کر رہا ہے، وہ مسمّٰی کی ماہیت کے جزء پر کر رہا ہے، مسمّٰی کے وجودِ خارجی کے جزء پر نہیں کر رہا ہے، تو جو دلالت مراد ہے، اس میں جزء پر دلالت نہیں ہے اور جہاں پر جزء کی معنیٰ پر دلالت ہے، وہ دلالت مراد نہیں ہے، لہٰذا حیوانِ ناطق مفرد ہے، مرکب نہیں۔

محل امتحان نمبر (۱۸)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ: هُوَ اِنِ اسْتَقَلَّ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى مَعْنَاهُ بِاَنْ يَّحْتَاجَ فِيْهَا اِلٰى ضَمِّ ضَمِيْمَةٍ. قَوْلُهُ: بِهَيْئَتِهِ، بِاَنْ يَّكُوْنَ بِحَيْثُ كُلَّمَا تَحَقَّقَتْ هَيْئَتُهُ التَّرْكِيْبِيَّةُ فِيْ مَادَّةٍ مَوْضُوْعَةٍ مُتَصَرِّفَةٍ فِيْهَا فُهِمَ وَاحِدٌ مِنَ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ مَثَلًا هَيْئَةُ نَصَرَ وَهِيَ الْمُشْتَمِلَةُ عَلٰى ثَلَاثَةِ حُرُوْفٍ مَفْتُوْحَةٍ مُتَوَالِيَةٍ كُلَّمَا تَحَقَّقَتْ فُهِمَ الزَّمَانُ الْمَاضِيْ لٰكِنْ بِشَرْطِ اَنْ يَّكُوْنَ تَحَقُّقُهَا فِيْ ضِمْنِ مَادَّةٍ مَوْضُوْعَةٍ مُتَصَرِّفَةٍ فِيْهَا فَلَا يَرِدُ النَّقْضُ بِنَحْوِ جَسَقٍ وَحَجَرٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کریں۔

(ج) مادّہ، ہیئت کی تعریف لکھ کر بتائیں کہ ان میں سے کون زمانہ پر دلالت کرتا ہے؟

جواب

(الف) ترجمہ

مصنفؒ کا قول "بِهَيْئَتِهِ" بایں طور کہ وہ مفرد ایسا ہو کہ جب جب بھی اس کی ہیئتِ ترکیبیہ کسی ایسے مادے میں پائی جائے، جس میں تصرف کیا جاتا ہو، تو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ سمجھا جاتا ہو، مثال کے طور پر "نَصَرَ" کیہیت ہے، جو کہ پے در پے تین مفتوح حروف پر مشتمل ہے، جب جب بھی پائی جائے گی، تو زمانہ ماضی سمجھا جائے گا؛ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس ہیئت کا تحقق ایسے مادۂ موضوعہ کے ضمن میں ہو، جس مادّے میں تصرف کیا جاتا ہو، لہٰذا "جَسَقَ" اور "حَجَرَ" جیسے الفاظ سے اعتراض وارد نہیں ہوگا۔

(ب) مطلب بیان ملاحظہ ہو

مذکورہ عبارت میں شارح نے ایک تو متن میں "بِهَيْئَتِهِ" کی قید کا جو اضافہ کیا گیا ہے اس کی وضاحت کی ہے، جو درحقیقت ایک اعتراض کا جواب ہے، پھر خود شارحؒ نے "فِيْ مَادَّةٍ مَوْضُوْعَةٍ مُتَصَرِّفَةٍ فِيْهَا" عبارت کا اضافہ کرکے بھی ایک دوسرے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

اعتراض

اعتراض یہ ہے کہ کلمہ کی تعریف میں اگر یہ قید نہ لگائی جائے، تو پھر کلمہ کی تعریف مانع نہیں رہتی؛ کیونکہ پھر "أَمْسِ، غَدًا، اَلْيَوْم" جیسے الفاظ کلمہ کی تعریف میں داخل ہوجائیں گے، حالانکہ یہ کلمہ نہیں؛ بلکہ اسم ہیں؛ اس لیے کہ یہ الفاظ مستقل الدلالۃ ہیں اور "امس" زمانہ ماضی، "غداً" مستقبل، "الآن" موجودہ پر دلالت کرتا ہے۔

جواب

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ دلالت علی الزمان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) دلالت علی الزمان بالمادۃ (۲) دلالت علی الزمان بالہیئۃ

یعنی ایک تو زمانہ پر دلالت ہوتی ہے مادہ کی وجہ سے اور دوسرے ہوتی ہے ہیئت کی وجہ سے، تو کلمہ کی تعریف میں "دلالت علی الزمان بالہیئۃ" مراد ہے، یعنی کلمہ اس مفرد کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کہیں گے جس میں زمانہ پر دلالت ہیئت کی وجہ سے ہو، نہ کہ مادہ کی وجہ سے، جیسے: "نَصَرَ" وغیرہ میں زمانہ پر دلالت ہیئت کی وجہ سے ہے، لہٰذا یہ کلمہ ہے اور "أَمْسِ" میں زمانہ پر دلالت مادہ کی وجہ سے ہے، لہٰذا یہ کلمہ نہیں؛ بلکہ اسم ہیں۔

دوسرا اعتراض:

دوسرا اعتراض جس کا شارحؒ نے جواب دیا ہے، یہ ہے کہ آپ نے ابھی کہا کہ "نَصَرَ" میں دلالت علی الزمان ہیئت کی وجہ سے ہے اور ہیئت علت ہے، لہٰذا پھر "شَجَرٌ، حَجَرٌ" میں بھی دلالت علی الزمان ہونی چاہیے؛ کیونکہ یہاں پر "نَصَرَ" کی ہیئت پائی جارہی ہے، جس طرح کہ "ذَهَبَ" وغیرہ میں پائی جارہی ہے، اسی طرح "جَسَقَ" کے اندر ہیئت پائی جارہی ہے، تو یہاں پر بھی دلالت علی الزمان ہونی چاہیے، حالانکہ دونوں جگہ (شجر و جسق میں) زمانہ نہیں ہے۔

جواب

شارح علیہ الرحمہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ وہ ہیئت موضوع مادہ میں ہونی چاہیے، مطلقاً نہیں، نیز وہ موضوع مادہ بھی متصرفہ ہونا چاہیے، غیر متصرفہ نہیں اور "جَسَقَ" میں ہیئت جو ہے، تو وہ مہمل مادہ ہے اور "شَجَر و حَجَر" میں مادہ غیر متصرفہ (جامد) ہے، لہٰذا اب یہاں پر دلالت علی الزمان نہیں ہوگی۔

(ج) مادّہ ہو ہیئت کی تعریف اور ان میں سے کون زمانہ پر دلالت کرتا ہے؟ ملاحظہ ہو

مادہ: اس چیز کو کہتے ہیں، جس سے کوئی شی مل کر تیار ہوتی ہے اور مرکب ہوتی ہے، جیسے: چارپائی کا مادہ لکڑی اور بان وغیرہ ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہیئت: اس شکل کو کہتے ہیں جو کسی شئ کے بننے اور مرکب ہونے کے بعد نظر آتی ہے، جیسے: لکڑی کے چوکھٹے کو بان سے بُننے اور ادوائن ڈالنے کے بعد جو شکل نظر آتی ہے، یہ چارپائی کی ہیئت ہے، لہٰذا "نَصَرَ" کا مادہ تو نون، صاد، را، تین حروف ہیں اور اس کی ہیئت یہ ہے: "نَصَرَ" یعنی پے در پے تین مفتوح حروف کو اس طرح رکھنے سے کہ پہلے نون، پھر صاد، پھر را، جو شکل حاصل ہوتی ہے، یہ ہیئت ہے۔

محل امتحان نمبر (۱۹)، شرح تہذیب

وَأَيْضًا إِنْ اتَّحَدَ مَعْنَاه فَمَعَ تَشَخُّصِهٖ وَضْعًا عَلَمٌ وَبِدُوْنِهٖ مُتَوَاطِئٌ إِنْ تَسَاوَتْ أَفْرَادُهٗ وَمُشَكِّكٌ إِنْ تَفَاوَتَتْ بِأَوَّلِيَّةٍ أَوْ أَوْلَوِيَّةٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) اور تشریح کرتے ہوئے علم، کلی متواطی، کلی مشکک کی تعریف و امثلہ لکھیں۔

(ج) نیز مشترک، منقول، حقیقت و مجاز کی تعریف بھی لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور نیز اگر مفرد کے معنیٰ ایک ہوں، تو وضع کے اعتبار سے ایک معنیٰ کے معین ہونے کی صورت میں وہ مفرد علم ہے اور اس کے بغیر وہ مفرد متواطی ہے، اگر اس کے افراد برابر سرابر ہوں۔ اور مشکک ہے اگر اس کے افراد اولیت (اوّل وثانی ہونے) میں یا اولیت (اولیٰ غیر اولیٰ ہونے) میں کم وبیش ہوں۔

(ب) تشریح اور علم، کلی متواطی، کلی مشکک کی تعریف و امثلہ ملاحظہ ہو

ماتن نے ماقبل میں مفرد کی ایک تقسیم کو بیان کر دیا ہے، اب دوسری تقسیم کو بیان کیا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، پہلی تقسیم معنیٰ کے استقلال وعدمِ استقلال نیز دلالت علی الزمان وعدم دلالت علی الزمان کے اعتبار سے تھی، جس میں تین اقسام کا ذکر آیا: (۱) کلمہ (۲) اسم (۳) اداۃ۔

اب دوسری تقسیم وحدتِ معنیٰ کے اعتبار سے ہے، جس میں تین قسموں کو بیان کیا ہے (۱) علم (۲) متواطی (۳) مشکک۔

ان کو تفصیل کے ساتھ دلیل حصر کی روشنی میں اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے، جو یہ ہے:

دلیل حصر

لفظ مفرد دو حال سے خالی نہیں (الف) یا تو متحد المعنیٰ ہوگا (ب) یا متکثر المعنیٰ ہوگا۔ اگر متحد المعنیٰ ہے، تو پھر دو حال سے خالی نہیں (الف) یا تو وہ ایک معنیٰ متعین و مشخص ہوں گے (ب) یا غیر مشخص یعنی عام ہوں گے۔ اوّل کو "علَم" کہتے ہیں، جیسے: زید وغیرہ۔ اور اگر وہ معنیٰ عام ہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں (الف) یا تو ایک عام معنیٰ کے افراد سب برابر ہوں گے (ب) یا برابر نہیں ہوں گے۔ اوّل کو "متواطی" کہتے ہیں، جیسے: انسان وحیوان اور ثانی کو "مشکک" کہتے ہیں، جیسے: ابیض وأسود وغیرہ۔ اور اگر لفظ مفرد متکثر المعنیٰ ہے، تو دو حال سے خالی نہیں (الف) یا تو وہ مفرد تمام کثیر معانی کے لیے شروع سے وضع کیا گیا ہوگا (ب) یا نہیں۔ اگر اوّل صورت ہے، تو وہ مفرد "مشترک" ہے، جیسے: "عین" اور اگر شروع سے تمام کے لیے وضع نہیں کیا گیا؛ بلکہ وضع تو ایک کے لیے کیا گیا؛ البتہ استعمال پھر اوروں میں بھی ہو رہا ہے، تو پھر دو حال سے خالی نہیں (الف) یا تو معنیٰ موضوع لہٗ متروک ہوگئے ہوں گے اور دوسرے معنیٰ غیر موضوع لہٗ مشہور ہوگئے ہوں گے (ب) یا نہیں؛ بلکہ دونوں معنیٰ میں لفظ استعمال ہوتا ہوگا۔ اوّل صورت میں "منقول" ہے اور ثانی صورت میں "حقیقت ومجاز" ہے، منقول کی مثال "صلوٰۃ" اور حقیقت ومجاز کی مثال "اسد" ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) نیز مشترک، منقول، حقیقت ومجاز کی تعریف ملاحظہ ہو

علم کی تعریف: وہ اسم ہے جس کیا یک معنیٰ معین ومشخص ہوں، جیسے: زید۔

متواطی کی تعریف: وہ اسم ہے جس کے ایک معنیٰ غیر معین ومشخص ہوں اور وہ اپنے افراد پر تساوی (برابری) کے ساتھ صادق آئیں، جیسے: انسان اور سورج۔

مشکک کی تعریف: وہ اسم ہے جسکے ایک معنیٰ غیر معین ہوں اور وہ اپنے افراد پر تفاوت کے ساتھ صادق آئے، جیسے: وجود، نور۔

مشترک کی تعریف: وہ لفظ ہے جس کے کئی معنیٰ ہوں اور وہ لفظ ان سب کے لیے الگ الگ وضع کیا گیا ہو، جیسے: عین۔

محل امتحان نمبر (۲۰)، شرح تہذیب

وَإِنْ كَثُرَ، فَإِنْ وُضِعَ لِكُلٍّ اِبْتِدَاءً فَمُشْتَرِكٌ، وَإِلَّافَإِنِ اشْتَهَرَ فِي الثَّانِي فَمَنْقُوْلٌ، يُنْسَبُ إِلَى النَّاقِلِ، وَإِلَّافَحَقِيْقَةٌ وَمَجَازٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کریں، مشترک، منقول، حقیقت ومجاز کی وضاحت مثالوں سے کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور اگر مفرد کے معنی کثیر ہوں، تو اگر وہ مفرد سب معنیٰ کے لیے مستقلاً وضع کیا گیا ہے، تو وہ مفرد ہے، ورنہ تو اگر وہ دوسرے معنیٰ میں مشہور ہو چکا ہے، تو وہ مفرد منقول ہے، جو ناقل کی طرف منسوب کیا جائے گا، ورنہ تو وہ مفرد حقیقت ومجاز ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) تشریح اور مشترک، منقول، حقیقت ومجاز کی وضاحت ملاحظہ ہو

منقول کے اقسام

منقول کی تین قسمیں ہیں: (۱) منقول شرعی (۲) منقول عرفی (۳) منقولِ اصطلاحی، جو دلیلِ حصر کی روشنی میں یہ ہیں:

ناقل یا تو شارع ہوگا، یا غیر شارع، اگر شارع ہے، تو وہ منقول شرعی ہے، جیسے: لفظ صلاۃ، منقول شرعی ہے؛ کیونکہ اس کے اصلی معنیٰ دعا سے دوسرے معنیٰ نماز کی طرف اہلِ شرع نے منتقل کیا ہے۔

اور اگر ناقل غیر شرع ہے، تو یا تو وہ عوام الناس ہوں گے، یعنی ان کا تعلق کسی خاص فن اور علم سے نہیں ہوگا، یا وہ خواص ہوں گے، یعنی کسی مخصوص علم وفن کے افراد ہوں گے، اگر عوام ناقل ہیں، تو وہ منقول عرفی ہے، جیسے: "دَابَّةٌ" منقول عرفی ہے، عوام نے اس کو اصلی معنیٰ "كُلُّ مَا يَدُبُّ عَلَى الْأَرْضِ" (جو بھی زمین پر رینگے) سے دوسرے معنیٰ "ذَاتُ الْقَوَائِمِ الْأَرْبَعِ" (چوپایہ) کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ اور اگر ناقل خواص ہیں، تو وہ منقول اصطلاح ہے، جیسے: "كَلِمَةٌ" منقولِ اصطلاحی ہے؛ کیونکہ نحاۃ نے اس کو اس کے اصلی معنیٰ "الجرح" (زخمی کرنا) سے دوسرے معنیٰ "لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ" (اکیلا لفظ جو ایک معنیٰ پر دلالت کرے) کی طرف منتقل کر لیا ہے۔

محل امتحان نمبر (۲۱)، شرح تہذیب

الْمَفْهُومُ إِنْ امْتَنَعَ فَرْضُ صِدْقِهِ عَلَى كَثِيرِينَ فَجُزْئِيٌّ وَإِلَّا كُلِّيٌّ امْتَنَعَتْ أَفْرَادُهُ أَوْ أَمْكَنَتْ وَلَمْ تُوجَدْ أَوْ وُجِدَ الْوَاحِدُ فَقَطْ مَعَ إِمْكَانِ الْغَيْرِ أَوْ إِمْتِنَاعِهِ أَوِ الْكَثِيرُ مَعَ التَّنَاهِي أَوْ عَدَمِهِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
(ب) مطلب بیان کرتے ہوئے کلی کی تمام بیان کردہ صورتوں کو مثال دے کر سمجھائیں۔

جواب

(الف) ترجمة

مفہوم اگر اس کے کثیرین پر صادق آنے کو فرض کرنا محال ہو، تو وہ جزئی ہے، ورنہ تو وہ کلی ہے، اس کے افراد محال ہوں، یا ممکن ہوں اور پائے نہ جاتے ہوں، یا صرف ایک فرد پایا جاتا ہو، غیر کے امکان کے ساتھ یا غیر کے امتناع کے ساتھ، یا کثیر افراد پائے جاتے ہوں تناہی کے ساتھ، یا عدمِ تناہی کے ساتھ۔

(ب) تشریح مع کلی کی تمام صورتوں کی مثال ملاحظہ ہو

علمِ منطق کا مقصود معانی سے بحث ہے، تو ماتنؒ نے یہاں سے اسی بحث کو شروع کیا ہے؛ چنانچہ معنیٰ (مفہوم) کی تقسیم کی ہے کہ مفہوم کی دو قسمیں ہیں: (۱) کلی (۲) جزئی۔ پھر دونوں کی تعریف بھی کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عقل مفہوم میں شرکت کو گوارا کرے، یعنی چند افراد پر اس مفہوم کے صدق کو عقل تسلیم کرے اور جائز قرار دے، تو وہ کلی ہے اور اگر عقل تسلیم نہ کرے، تو وہ جزئی ہے، کلی کی مثال: جیسے: انسان وحیوان اور جزئی کی مثال، جیسے: زید وغیرہ۔ پھر کلی کی ماتنؒ نے دو قسمیں کی ہیں: (۱) ممتنع الافراد یعنی جس کے افراد خارج میں نہ پائے جاسکتے ہوں، جیسے: شریک باری۔ (۲) ممکن الافراد، یعنی جس کے افراد خارج میں پائے جاسکتے ہوں، جیسے: انسان وغیرہ۔

پھر ممکن الافراد کی دو قسمیں ہیں: (۱) موجود الافراد، یعنی جس کے افراد خارج میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بالفعل موجود بھی ہوں، جیسے: انسان (۱) غیر موجود الافراد، یعنی جس کے افراد خارج میں فی الحال موجود نہ ہوں، اگرچہ پائے جاسکتے ہوں، جیسے: عنقاء (ایک خوبصورت پرندہ)۔ پھر موجود الافراد کی دو قسمیں ہیں: (۱) موجود الافراد بفرد واحد، یعنی صرف ایک فرد خارج میں موجود ہو، جیسے: شمس وقمر۔ (۲) موجود بافراد کثیرہ، یعنی جس کے چند افراد خارج میں موجود ہوں، جیسے: انسان وغیرہ۔

پھر کلی موجود بفرد واحد کی دو قسمیں ہیں: (۱) مع امکان الغیر: یعنی ایک کے پائے جانے کے ساتھ غیر کا پایا جانا بھی ممکن ہو، جیسے: شمر وقمر۔

(۲) مع امتناع الغیر، یعنی ایک کے پائے جانے کے ساتھ دوسرے کا پایا جانا ممکن نہ ہو، جیسے: واجب الوجود۔ اسی طرح موجود بافراد کثیرہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مع التناہی، یعنی کلی کے کثیر افراد جو پائے جارہے ہیں، وہ متناہی اور قابلِ شمار ہوں، جیسے: کواکبِ سیارہ، (چلنے والے تارے)۔

(۲) مع عدم التناہی، یعنی کلی کے کثیر افراد غیر متناہی اور بے شمار ہوں، جیسے: معلومات باری (اللہ کی معلومات)۔

تو اس طرح کل ملا کر مفہوم کی سات اور کلی کی چھ قسمیں ہوگئیں۔

محل امتحان نمبر (۴۲)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ الْكُلِّيَّانِ إلخ كُلُّ كُلِّيَّيْنِ لَابُدَّ مِنْ أَنْ يَتَحَقَّقَ بَيْنَهُمَا إِحْدَى النِّسَبِ الْأَرْبَعِ: التَّبَايُنُ الْكُلِّيُّ وَالتَّسَاوِي وَالْعُمُوْمُ الْمُطْلَقُ وَالْعُمُوْمُ مِنْ وَجْهٍ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُمَا إِمَّا أَنْ لَايَصْدُقَ شَيْءٌ مِنْهُمَا عَلٰى شَيْءٍ مِنْ أَفْرَادِ الْآخَرِ أَوْيَصْدُقَ فَعَلَى الْأَوَّلِ فَهُمَا مُتَبَايِنَانِ كَالْإِنْسَانِ وَالْحَجَرِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) چاروں نسبتوں کی تشریح کرتے ہوئے ان کے درمیان وجہِ حصر بیان کر کے ہر نسبت کو مثال کے ذریعہ سمجھائیں۔

(ج) نیز ہر ایک کی تعریف بھی لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة

مصنف علیہ الرحمہ کا قول: "اَلْکُلِّیَّانِ إلخ" دو کلیوں کے بیچ ضروری ہے کہ چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت متحقق ہو، (وہ چار نسبتیں یہ ہیں) تباین کلی اور تساوی اور عموم مطلق اور عموم من وجہٍ۔ اور یہ اس لیے کہ دو کلی میں سے ہر ایک دوسری کلی کے کسی بھی فرد پر یا تو صادق نہیں آئے گی، یا صادق آئے گی، پس پہلی صورت پر وہ دونوں کلی متباینین ہوں گی، جیسے: انسان اور حجر۔

(ب) چاروں نسبتوں کی تشریح مع وجہِ حصر ملاحظہ ہو

مذکورہ عبارت میں شارح علیہ الرحمہ نے دو کلیوں کے درمیان چار نسبتوں میں سے کسی ایک نہ ایک کے پائے جانے کی دلیل حصر بیان کی ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ:

دلیلِ حصر

دو کلیوں میں (الف) یا تو افتراق کلی ہوگا (ب) یا نہیں ہوگا، اگر ہے تو تباین کی نسبت ہے، جیسے: انسان اور حجر میں تباین کی نسبت ہے؛ کیونکہ ان میں افتراق کلی ہے، افتراق کلی کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کے کسی فرد پر صادق نہ آئے، یعنی اس کے ساتھ بالکل جمع نہ ہو۔ اور اگر افتراق کلی نہیں ہے، تو پھر اب دو صورتیں ہیں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) یا تو صدق کلی بھی نہیں ہوگا (ب) یا صدق کلی ہوگا، اگر صدق کلی بھی نہیں ہے اور افتراق کلی تھا ہی نہیں، تو اب عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی جیسے: حیوان اور ابیض۔ اور اگر صدق کلی ہے، تو پھر دو صورتیں ہیں (الف) یا تو دونوں طرف سے ہوگا (ب) یا ایک طرف سے ہوگا، اگر دونوں طرف سے صدق کلی ہے، تو تساوی کی نسبت ہے، جیسے: انسان اور ناطق۔ اور اگر ایک طرف سے ہے، تو عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، جیسے: حیوان اور انسان، حیوان کی طرف سے صدق کلی ہے، انسان کی طرف سے نہیں ہے۔

(ج) ہر ایک کی تعریف ملاحظہ ہو

تعریف تساوی: یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے، جیسے: انسان وناطق۔ انسان ناطق کے اور ناطق انسان کے ہر فرد پر صادق آتا ہے۔

تعریف تباین: یہ ہے کہ دو کلیوں میں ہر ایک کلی دوسری کلی کے کسی بھی فرد پر صادق نہ آئے، جیسے: انسان اور حجر۔ انسان، حجر کے اور حجر، انسان کے کسی بھی فرد پر صادق نہیں آتا۔

تعریف عموم وخصوص مطلق: یہ ہے کہ ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے مگر دوسری کلی پہلی کلی کے ہر فرد پر صادق نہ آئے؛ بلکہ بعض پر آئے بعض پر نہ آئے، جیسے: حیوانِ اور انسان۔ حیوان تو انسان کے ہر فرد پر صادقا آتا ہے، مگر انسان، حیوان کے ہر فرد پر صادق نہیں آتا؛ بلکہ بعض پر آتا ہے، بعض پر نہیں۔

تعریف عموم وخصوص من وجہٍ: یہ ہے کہ دو لیوں میں سے ہر ایک کلی دوسری کے بعض افراد پر صادق آئے بعض پر نہ آئے جیسے: حیوان وابیض۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بعض افراد پر صادق آتا ہے بعض پر نہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۲۳)، شرح تہذیب

وَمَرْجَعُ الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ مُطْلَقًا إِلٰى مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ مَوْضُوْعُهَا الْأَخَصُّ وَمَحْمُوْلُهَا الْأَعَمُّ وَسَالِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ مَوْضُوْعُهَا الْأَعَمُّ وَمَحْمُوْلُهَا الْأَخَصُّ نَحْوُ كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ وَبَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِإِنْسَانٍ وَمَرْجَعُ الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ مِنْ وَجْهٍ إِلٰى مُوْجِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ وَسَالِبَتَيْنِ جُزْئِيَّتَيْنِ نَحْوُ بَعْضُ الْحَيَوَانِ أَبْيَضُ وَبَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ وَبَعْضُ الْأَبْيَضِ لَيْسَ بِحَيَوَانٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) درج ذیل عبارت کی تشریح کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور عموم وخصوص مطلق کا مرجع ایک تو ایسا موجبہ کلیہ ہوتا ہے، جسکا موضوع خاص اور محمول عام ہو اور ایک ایسا سالبہ جزئیہ ہوتا ہے، جس کا موضوع عام اور محمول خاص ہو، جیسے: "كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ" اور "بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِإِنْسَانٍ" اور عموم وخصوص من وجہ کا مرجع ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ ہوتے ہیں، جیسے: "بَعْضُ الْحَيَوَانِ أَبْيَضُ" اور "بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ" اور "بَعْضُ الْأَبْيَضِ لَيْسَ بِحَيَوَانٍ".

(ب) تشریح ملاحظہ ہو

مذکورہ عبارت میں شارحؒ نے چاروں نسبتوں کے مراجع میں سے دو کے مراجع

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یعنی ان کا مدار اور پہچان بیان کی ہیں؛ چنانچہ فرمایا کہ عموم وخصوص مطلق کی نسبت جہاں ہو، وہاں پر ایک موجبہ کلیہ اور ایک سالبہ جزئیہ صادق بن کر آتا ہے؛ مگر موجبہ کلیہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کا موضوع خاص اور محمول عام ہوتا ہے اور سالبہ جزئیہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کا موضوع عام اور محمول خاص ہوتا ہے، جیسے: "کُلُّ إِنْسَانٍ حَیَوَانٌ" (ہر انسان حیوان ہے) اور "بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَیْسَ بِإِنْسَانٍ" (بعض حیوان انسان نہیں ہیں)۔

اور عموم وخصوص من وجہ کی نسبت جہاں ہوتی ہے، تو وہاں تین قضیے بنتے ہیں: ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ، موجبہ جزئیہ اجتماعی مادہ ہوتا ہے، یعنی یہاں ایسی مثال ہوتی ہے، جہاں دونوں کلی ایک جگہ صادق آتی ہے، جیسے: "بَعْضُ الْحَیَوَانِ أَبْیَضُ" (بعض جاندار سفید ہیں) جیسے بگلہ، اور دو سالبہ جزئیہ افتراقی مادے ہوتے ہیں، یعنی ایک قضیہ میں تو ایک کلی ہوتی ہے دوسری نہیں اور دوسرے قضیہ میں دوسری کلی ہوتی ہے پہلی نہیں، جیسے: "بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَیْسَ بِأَبْیَضَ" (یعنی جاندار سفید نہیں ہیں) جیسے: کوا اور "بَعْضُ الْأَبْیَضِ لَیْسَ بِحَیَوَانٍ" (بعض سفید جاندار نہیں ہیں) جیسے: انڈا۔

محل امتحان نمبر (۲۴)، شرح تہذیب

اَلتَّبَایُنُ الْجُزْئِيُّ هُوَ صِدْقُ كُلِّ مِنَ الْكُلِّيَيْنِ بِدُوْنِ الْآخَرِ فِي الْجُمْلَةِ فَإِنْ صَدَقَا أَيْضًا مَعًا كَانَ بَيْنَهُمَا عُمُوْمٌ مِّنْ وَجْهٍ وَإِنْ لَمْ يَصْدُقَا مَعًا أَصْلًا كَانَ بَيْنَهُمَا تَبَايُنٌ كُلِّيٌّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) تباین جزئی کی مکمل وضاحت کریں۔

(ج) تباین کی یہ نسبت کہاں کہاں ہوتی ہے؟

(د) اس کے پائے جانے کی تمام صورتوں کو مع امثلہ تحریر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

مصنفؒ کا قول "تَبَـايُـنٌ جُـزْئِـيٌّ" تباین جزئی وہ دوکلیوں میں سے ہر ایک کا دوسری کے بغیر فی الجملہ صادق آنا ہے، پس اگر وہ دونوں کلی ایک ساتھ بھی صادق آئیں، تو ان کے درمیان عموم من وجہٍ ہوگی اور اگر وہ دونوں ایک ساتھ بالکل صادق نہ آئیں، تو ان کے درمیان تباین کلی ہوگی۔

(ب) تباین جزئی کی مکمل وضاحت ملاحظہ ہو

شارحؒ نے مذکورہ عبارت میں سب سے پہلے تو تباین جزئی کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے: "هُوَ صِدْقُ كُلٍّ مِنَ الْكُلِّيَّيْنِ بِدُوْنِ الْآخَرِ فِي الْجُمْلَةِ" یعنی تباین جزئی اس کا نام ہے کہ دو میں ہر ایک کلی دوسری کے بغیر فی الجملہ پائی جائے اور فی الجملہ کا مطلب، جیسا کہ تحقیق کے ذیل میں گزرا، یہ ہے کہ ایک کا دوسری کے بغیر پایا جانا ضروری ہو، یا مباح ہو۔ اور ضروری ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دو کلی ہمیشہ ایک دوسرے کے بغیر ہی پائی جائیں، ایک ساتھ کبھی جمع نہ ہوں، جیسا کہ تباین کی نسبت میں ہوتا ہے اور مباح ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ دو کلی الگ الگ بھی ہو جاتی ہیں اور ایک ساتھ بھی جمع ہو جاتی ہیں، جیسا کہ عموم وخصوص من وجہٍ کی نسبت میں ہوتا ہے۔

فَإِنْ صَدَقَا أَيْضًا مَعًا: یعنی تباین جزئی کی تعریف کے بعد اب نتیجہ یہ نکلا کہ جن دوکلیوں میں تباین جزئی ہوتی ہے، تو اگر وہ ایک جگہ جمع بھی ہو جائیں، جیسا کہ الگ الگ ہوتی ہیں، تو وہاں پر عموم من وجہٍ کی نسبت ہوگی۔ اور اگر وہ جمع ہووے ہی نہ؛ بلکہ ہمیشہ الگ الگ ہی رہیں، تو وہاں تباین کی نسبت ہوگی، جس کا سیدھا سا مطلب یہ نکلا کہ تباین

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جزئی جنس کے درجہ میں ایک ایسے مشترک مفہوم کا نام ہے، جو عموم من وجہ اور تباین کو عام ہے، لہٰذا تباین جزئی مستقل طور پر الگ سے کہیں نظر نہیں آئے گی؛ بلکہ یا تو عموم من وجہ کے ضمن میں نظر آئے گی یا تباین کلی کے ضمن میں دکھائی دے گی۔

(ج) تباین کی یہ نسبت کہاں کہاں ہوتی ہے؟ ملاحظہ کیجیے

تباین جزئی متبائنین کی نقیضوں اور عام خاص من وجہ کی نقیضوں میں ہوتی ہے۔

(د) تباین جزئی وجود کی صورتیں مع امثلہ پیش خدمت ہیں

جیسا کہ ابھی اوپر گزرا کہ تباین جزئی کبھی تو تباین کلی کی صورت میں ہوتی ہے اور کبھی عام خاص من وجہ کی صورت میں؛ چنانچہ دیکھئے! حیوان وابیض میں عموم من وجہ ہے اور ان کی نقیض 'لاحیوان ولاأبیض" میں تباین جزئی عموم من وجہ کی شکل میں موجود ہے؛ کیونکہ لاحیوان ولاابیض الگ الگ بھی ہوتے ہیں اور ایک ساتھ جمع بھی، جیسے کوّا میں لاحیوان نہیں ہے، لاابیض ہے۔ اور انڈا میں لاحیوان ہے لاابیض نہیں ہے۔ حجر اسود میں لاحیوان ولاابیض دونوں جمع ہیں۔ اور حیوان لاانسان میں عموم من وجہ ہے۔

ان کی نقیضوں (حیوان ولاانسان) میں تباین جزئی تباین کلی کی شکل میں موجود ہے۔ اور موجود وومعدوم میں تباین کلی ہے ان کی نقیضوں (لاموجود ولامعدوم) میں تباین جزئی تباین کلی کی شکل میں ہے؛ کیونکہ یہ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے۔

اور انسان وحجر میں تباین کلی ہے، ان کی نقیضوں میں تباین جزئی عموم من وجہ کی شکل میں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۲۵)، شرح تہذیب

وَقَدْيُقَالُ: الْجُزْئِيُّ لِلْأَخَصِّ مِنَ الشَّيْءِ وَهُوَ أَعَمُّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) اور بتائیں! اس جزئی کا نام کیا ہے؟ نیز "وھو أعم" کی حسب بیانِ شارح وضاحت فرمائیں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور کبھی کبھی جزئی "أَخَصُّ مِنَ الشَّيْءِ" کو کہا جاتا ہے اور وہ اس سے عام ہے۔

(ب) اور بتائیں! اس جزئی کا نام کیا ہے؟ نیز "وھو أعم" کی حسب بیانِ شارح وضاحت ملاحظہ ہو

ماتنؒ نے جزئی کی ایک تعریف تو پہلے کی ہے: "مَايَمْتَنِعُ فَرْضُ صِدْقِهٖ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ" اور ایک دوسری تعریف یہ کی ہے: "هُوَ أَخَصُّ مِنَ الشَّيْءِ" یعنی جس طرح جزئی اس مفہوم کو کہتے ہیں، جس کا کثیرین پر صدق عقل کے نزدیک ممتنع ہو، تو اسی طرح جزئی اس مفہوم کو بھی کہتے ہیں، جو کسی دوسرے مفہوم سے خاص ہو، جیسے: انسان، حیوان کے مقابلہ میں خاص ہے، لہٰذا یہ جزئی ہے، اسی طرح حیوان، جسم نامی سے اور جسم نامی، جسم مطلق سے اور جسم مطلق، جوہر سے خاص ہے، تو یہ سب جزئی ہیں، تو گویا کہ جزئی کی دو تفسیریں ہوگئیں، پہلی تفسیر اور پہلی تعریف کے اعتبار سے اس جزئی کو "جزئی حقیقی" کہتے ہیں اور دوسری تعریف و تفسیر کے اعتبار سے اس کو "جزئی اضافی" کہتے ہیں، لہٰذا زید، عمر، بکر وغیرہ جزئی حقیقی ہیں اور انسان، حیوان وغیرہ جزئی اضافی ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

"وَهُوَ أَعَمُّ" کے دو مطلب ہیں

(۱) ایک مطلب یہ ہے کہ اب جزئی حقیقی اور جزئی اضافی کے بیچ نسبت کو بیان کیا گیا ہے کہ جزئی اضافی اضافی اعم مطلق ہے اور جزئی حقیقی خاص مطلق ہے، تو اس طرح عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے اور عموم وخصوص مطلق کی علامت دو قضیے ہوتے ہیں: ایک موجبہ کلیہ، دوسرا سالبہ جزئیہ؛ چنانچہ "كُلُّ جُزْئِيٍّ حَقِيقِيٍّ فَهُوَ جُزْئِيٌّ إِضَافِيٌّ" (ہر جزئی حقیقی جزئی اضافی ہوتی ہے) جیسے: زید، عمر، بکر وغیرہ، یہ موجبہ کلیہ ہے اور "بَعْضُ الْجُزْئِيِّ الْإِضَافِيِّ لَيْسَ بِجُزْئِيٍّ حَقِيقِيٍّ" (بعض جزئی اضافی جزئی حقیقی نہیں ہوتی) جیسے: انسان وغیرہ، یہ سالبہ جزئیہ ہیں، تو پتہ چلا کہ ان کے بیچ عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ عبارت جملہ مستانفہ ہے، یعنی ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض

یہ ہے کہ جزئی اضافی کی تعریف "أخصّ من الشّيءِ" سے درست نہیں؛ کیونکہ یہ جزئی اضافی سے خاص اور جزئی اضافی اس سے عام ہے اور یہ جزئی اضافی سے خاص اس طرح ہے کہ لفظ أخص اس کلی کو کہا جاتا ہے، جس پر دوسری کلی مکمل طور پر صادق آئے؛ مگر یہ کلی اس پر مکمل طور پر صادق نہ آئے؛ بلکہ جزوی طور پر صادق آئے، تو "أَخَصُّ مِنَ الشَّيْءِ" سے مراد وہ کلی ہوئی جو دوسری کلی سے خاص ہو اور جزئی اضافی جس طرح کلی ہوتی ہے، مثلاً انسان وحیوان وغیرہ، اسی طرح جزئی حقیقی بھی ہوتی ہے، مثلاً زید، عمر، بکر وغیرہ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

تو اس اعتراض کا جواب "وَهُوَ أَعَمُّ" سے اس طرح دیا گیا کہ "أَخَصُّ مِنَ الشَّيْءِ" میں جو "أَخَصُ" مذکور ہے، یہ اس "أخص" سے عام ہے، جس کا ذکر چار نسبتوں کے بیان میں آیا ہے، یعنی وہ "أَخَصُ" جو کہ صرف کلی کے ساتھ ہے، یہاں پر مراد نہیں ہے؛ بلکہ یہاں پر تو "أَخَصَّ" سے مراد وہ مفہوم ہے، جو کسی دوسرے مفہوم سے خاص ہو، خواہ وہ کلی ہو، جیسے: انسان وغیرہ اور یا جزئی حقیقی ہو، جیسے: زید، عمرو وغیرہ۔

محل امتحان نمبر (۲۶)، شرح تہذیب

وَقَدْ يُقَالُ عَلَى الْمَاهِيَّةِ الْمَقُوْلِ عَلَيْهَا وَعَلٰى غَيْرِهَا الْجِنْسُ فِيْ جَابِ مَاهُوَ وَمُخْتَصٌّ بِالْإِسْمِ الْإِضَافِيِّ كَالْأَوَّلِ بِالْحَقِيْقِيِّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کرتے ہوئے نوعِ حقیقی اور نوعِ اضافی کی تعریف کریں۔

(ج) دونوں کے درمیان نسبت بیان کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور کبھی کبھی نوع اس ماہیت کو کہا جاتا ہے کہ "مَاهُوَ" کے جواب میں اس پر اور اس کے غیر پر جنس محمول ہو اور یہ دوسری اضافی کے نام کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ پہلی حقیقی کے نام کے ساتھ خاص ہے۔

(ب) مطلب اور نوعِ حقیقی اور نوعِ اضافی کی تعریف ملاحظہ ہو

نوعِ حقیقی: اس کلی کو کہتے ہیں جو متفقۃ الحقیقۃ بہت سے افراد کے سوال کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب میں واقع ہو، جیسے: زید، عمر، بکر وغیرہ کیجواب میں انسان آتا ہے، تو یہ نوع ہے۔

نوعِ اضافی: وہ کلی ہے کہ اسکے ساتھ دوسری ماہیت کو ملا کر سوال کرنے پر جواب میں جنس آئے، جیسے: انسان، حیوان کہ اگر انسان کے ساتھ بقر، غنم وغیرہ کو ملا کر سوال کیا جائے گا تو جواب میں ''حیوان'' جنس آئے گی، تو یہ انسان نوعِ اضافی بھی کہلائے گا، جس طرح کہ یہ نوعِ حقیقی ہے اسی طرح حیوان کے ساتھ اگر انسان کو ملا کر سوال کیا جائے تو جواب میں ''جسم نامی'' آئے گا، تو یہ حیوان، نوعِ اضافی ہوگا، حالانکہ یہ جنس ہے۔

(ج) دونوں کے درمیان نسبت ملاحظہ ہو

ان دونوں نوع کے درمیان عموم من وجہ کی نسبت ہے؛ کیونکہ عموم من وجہ کی جو علامت ہے، تین مادوں کا پایا جانا: ایک اجتماعی دو افتراقی، وہ پائے جارہے ہیں؛ چنانچہ انسان اجتماعی مادہ ہے کہ نوعِ حقیقی و نوعِ اضافی دونوں جمع ہورہی ہیں اور حیوان پہلا افتراقی مادّہ ہے کہ نوعِ اضافی تو ہے، نوعِ حقیقی نہیں ہے اور نقطہ دوسرا افتراقی مادہ ہے کہ یہاں پر نوعِ حقیقی تو ہے، نوعِ اضافی نہیں ہے۔

محل امتحان نمبر (۲۷)، شرح تہذیب

ثُمَّ الْأَجْنَاسُ قَدْتُرَتَّبُ مُتَصَاعِدَةً إِلَى الْعَالِيْ كَالْجَوْهَرِ وَيُسَمّٰى جِنْسَ الْأَجْنَاسِ وَالْأَنْوَاعُ مُتَنَازِلَةً إِلَى السَّافِلِ وَيُسَمّٰى نَوْعَ الْأَنْوَاعِ وَمَابَيْنَهُمَا مُتَوَسِّطَاتٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کریں۔

(ج) وَمَابَيْنَهُمَا کی ضمیر کے مرجع میں کتنے احتمال ہیں بوضاحت لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

پھر اجناس کبھی ترتیب دی جاتی ہیں عالی کی طرف چڑھتے ہوئے، جیسے: جوہر اور اس کا نام جنس الاجناس رکھا جاتا ہے اور انواع (کبھی ترتیب دی جاتی ہیں) سافل کی طرف اُترتے ہوئے اور اس کا نام نوع الانواع رکھا جاتا ہے اور جو ان دونوں (عالی وسافل) کے بیچ ہیں، وہ متوسطات ہیں (ان کا نام متوسط رکھا جاتا ہے)۔

(ب) مطلب ملاحظہ فرمائیں

ماقبل میں جنس اور نوع کی تعریفیں آچکی ہیں، جن سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ایک شئ کے لیے متعدد انواع واجناس ہوسکتی ہیں، تو اب سوال یہ ہے کہ یہ متعدد انواع یا اجناس ایک شئ کے لیے ایک ہی مرتبہ کی ہوں گی، یا الگ الگ درجات کی ہوں گی؟ تو ظاہر سی بات ہے کہ الگ الگ درجات ہی کی ہوں گی، کوئی عالی ہوگی، کوئی سافل اور کوئی متوسط۔

یاد رہے کہ کل درجات تین ہیں: عالی، سافل، متوسط۔ اب کون سی کس درجہ کی ہوگی؟ اس کو متعین کرنے کے لیے اجناس وانواع کو ترتیب دیا جاتا ہے، (ترتیب کہتے ہیں ہر چیز کو اس کے اپنے مقام ومحل پر سلیقہ سے رکھنا) اور یہ ترتیب ودرجہ بندی اجناس میں تو اوپر کی طرف ہوتی ہے اور انواع میں نیچے کی طرف، اور ایسا اس لیے ہے کہ جنس کے مزاج میں عموم ہے اور نوع کے مزاج میں خصوص ہے؛ اس لیے جنس کی ترتیب میں عموم کا لحاظ رکھا جائے گا اور نوع کی ترتیب میں خصوص کا؛ چنانچہ سب سے کم عموم والی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جنس کو سب سے پہلے رکھیں گے، پھر زیادہ عموم والی جنس کو اس کے اوپر رکھیں گے، اسی طرح رکھتے چلے جائیں گے، حتیٰ کہ سب سے زیادہ عموم والی جنس سب سے اوپر آئے گی اور سب سے کم عموم والی سب سے نیچے۔ اور انواع میں سب سے کم خصوص والی نوع کو سب سے اوپر رکھیں گے، پھر زیادہ خصوص والی کو اس کے نیچے رکھیں گے، اسی طرح انواع نیچے کو رکھتے چلے جائیں گے، حتیٰ کہ سب سے زیادہ خصوص والی نوع سب سے نیچے آئے گی اور سب سے کم خصوص والی نوع سب سے اوپر آئے گی، پھر سب سے اوپر والی جنس یا نوع کو عالی اور نیچے والی جنس یا نوع کو سافل کہیں گے؛ لیکن یہ لغوی معنیٰ کے اعتبار سے کہیں گے، ورنہ تو مقام و مرتبہ کے اعتبار سے نوع سافل درحقیقت نوع عالی ہے، یعنی سب سے بڑی نوع اور نوع عالی درحقیقت نوع سافل ہے، یعنی چھوٹی نوع۔ پھر جنس عالی کو جنس الاجناس یعنی سب سے بڑی جنس اور نوعِ سافل کو نوع الانواع یعنی سب سے بڑی نوع اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے۔

(ج) وَمَابَيْنَهُمَا کی ضمیر کے مرجع میں کتنے احتمال ہیں ملاحظہ ہو

شارح نے "وَمَابَيْنَهُمَا مُتَوَسِّطَاتٌ" کی "هُمَا" ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ذکر کر کے اس کے دو ہی مطلب بیان کیے ہیں۔

ایک احتمال: یہ ہے کہ الگ الگ دونوں سلسلوں میں جنس عالی صراحۃً و جنس سافل ضمناً مذکور کو اور نوعِ سافل صراحتاً و نوعِ عالی ضمناً مذکور کو مرجع قرار دیا جائے۔

دوسرا احتمال: بالکل ظاہر و باہر ہے اور وہ یہ ہے کہ جنس عالی و نوع سافل صراحتاً مذکور کو مرجع قرار دیا جائے۔ اگر "هُمَا" کی ضمیر کا مرجع جنس عالی و جنس سافل، یا نوع عالی و نوع سافل ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جنس عالی و جنس سافل کے درمیان جو اجناس ہیں، وہ جنسِ متوسط ہیں، اور نوع عالی و نوع سافل کے درمیان جو انواع ہیں، وہ نوع متوسط

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہیں، اس صورت میں دونوں سلسلوں میں متوسط کی تعداد صرف دو ہوگی اور عالی وسافل کو ملا کر کل مجموعی تعداد چار چار ہو جائیں گی، جو اس طرح ہے:

اجناس	(۱) حیوان	(۲) جسم نامی	(۳) جسم مطلق	(۴) جوہر
مراتب	جنس سافل	جنس متوسط	جنس متوسط	جنس عالی
انواع	(۱) انسان	(۲) حیوان	(۳) جسم نامی	(۴) جسم مطلق
مراتب	نوع سافل	نوع متوسط	نوع متوسط	نوع عالی

اور "ھُما" ضمیر کا مرجع اگر جنس عالی ونوعِ سافل کو قرار دیا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ جنس عالی ونوعِ سافل کے درمیان جو اجناس وانواع ہیں، وہ متوسطہ ہیں، اس صورت میں متوسط کی کل تعداد تین ہوگی: ایک صرف جنس متوسط، ایک صرف نوع متوسط اور ایک جنس ونوع متوسط ایک ساتھ دونوں اور جنس عالی ونوعِ سافل کو ملا کر مجموعی تعداد پانچ ہو جائے گی، جو اس طرح ہے:

(۱) انسان	(۲) حیوان	(۳) جسم نامی	(۴) جسم مطلق	(۵) جوہر
نوع سافل	نوع متوسط	جنس ونوع متوسط	جنس متوسط	جنس عالی

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر "ھُما" ضمیر کا مرجع جنس عالی وجنس سافل، یا نوع عالی و نوع سافل کو قرار دیں گے، تو سلسلہ ترتیب دو ہوں گے۔ اور اگر جنس عالی ونوع سافل کو قرار دیں گے، تو سلسلہ ترتیب ایک ہوگا۔

محل امتحان نمبر (۲۸)، شرح تہذیب

قَوْلُهٗ: وَالْمُقَوِّمُ لِلْعَالِيْ اَللَّامُ لِلْاِسْتِغْرَاقِ أَيْ كُلُّ فَصْلٍ مُقَوِّمٍ لِلْعَالِيْ فَهُوَ فَصْلٌ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ لِأَنَّ مُقَوِّمَ الْعَالِيْ جُزْءٌ لِلْعَالِيْ وَالْعَالِيْ جُزْءٌ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لِلسَّافِلِ وَجُزْءُ الْجُزْءِ جُزْءٌ فَمُقَوِّمُ الْعَالِيْ جُزْءٌ لِلسَّافِلِ ثُمَّ إِنَّهُ يُمَيِّزُ السَّافِلَ عَنْ كُلِّ مَا يُمَيِّزُ الْعَالِيَ عَنْهُ فَيَكُوْنُ جُزْءً مُمَيِّزًا لَهُ وَهُوَ الْمَعْنٰى بِالْمُقَوِّمِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے بتایئے کہ شارح نے والمقوم للعالی کی کتنی دلیلیں دی ہیں؟

جواب

(الف) ترجمة

مصنفؒ کا قول: "وَالْمُقَوِّمُ لِلْعَالِيْ" اس میں الف لام استغراقی ہے، یعنی ہر ایسی فصل جو عالی کی مقوم ہو تو وہ ایسی فصل ہوگی جو سافل کی بھی مقوم ہوگی؛ اس لیے کہ عالی کا مقوم عالی کا جز ہوتا ہے اور ہر عالی سافل کا جزء ہوتا ہے اور جزء کا جزء جزء ہوتا ہے، لہٰذا عالی کا مقوم سافل کا جزء ہوگا، پھر یہ فصل سافل کو ان تمام اشیاء سے جدا کرتی ہے، جن سے عالی کو جدا کرتی ہے، لہٰذا یہ سافل کے لیے بھی جزء ممیّز ہوگی اور مقوم سے یہی مراد ہے۔

(ب) مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے بتایئے کہ شارح نے والمقوم للعالی کی کتنی دلیلیں دی ہیں؟ ملاحظہ ہو

شارحؒ نے سب سے پہلے تو "اَلْمُقَوِّمُ" پر الف لام کو استغراق قرار دے کر یہ بتلایا ہے کہ یہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے؛ چنانچہ پھر آگے اسی کے مطابق اس کی تشریح کی ہے کہ ہر وہ فصل جو عالی یعنی اوپر والی کلی کی مقوم ہوگی، تو وہ سافل یعنی نیچے والی کلی کے لیے بھی مقوم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بنے گی، مثلاً حساس، حیوان کا فصل ہے اور اس کا مقوم ہے، تو یہ انسان کا بھی مقوم ہے۔

پھر شارحؒ نے اس کی دو دلیلیں دی ہیں: (۱) لِأَنَّ مُقَوِّمَ الْعَالِي جُزْءٌ لِلْعَالِي (۲) ثُمَّ إِنَّهُ يُمَيِّزُ السَّافِلَ عَنْ كُلِّ مَايُمَيِّزُ الْعَالِيَ عَنْهُ.

پہلی دلیل:

پہلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مقوم ماہیت اور نوع کا جزء ہوتی ہے، لہٰذا عالی کا مقوم عالی کا جزء ہوگا، پھر ہر عالی سافل کا جزء ہوتا ہے اور ایک ضابطہ یہ بھی مسلّم ہے کہ جزء کا جزء اپنا ہی جزء ہوتا ہے، مثلاً ہاتھ ہمارا جز ہے اور ہاتھ کا جزء ناخن ہے، تو یہ ناخن ہمارا ہی جزء کہلائے گا، تو اس ضابطہ کی روشنی میں عالی کا مقوم سافل کا مقوم ہوگا، یعنی عالی کا مقوم عالی کے واسطہ سے سافل کا مقوم بنے گا۔

دوسری دلیل:

دوسری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ عالی کا مقوم عالی کے لیے ممیّز ہوتا ہے اور جن جن اشیاء سے عالی کو ممتاز کرتا ہے، تو انھیں انھیں اشیاء سے سافل کو بھی ممتاز کرتا ہے، تو اس طرح عالی کا مقوم سافل کے لیے بھی ممیّز ہوتا ہے اور ممیّز ہی کو مقوم کہتے ہیں، تو اس سے پتہ چلا کہ عالی کا مقوم سافل کا مقوم ضرور ہوتا ہے، تو ان دونوں دلیلوں سے یہ دعویٰ ثابت ہوگیا کہ "اَلْمُقَوِّمُ لِلْعَالِي مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ".

محل امتحان نمبر (۲۹)، شرح تہذیب

وَلَاعَكْسَ أَيْ كُلِّيًّا بِمَعْنٰى أَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ مَاهُوَ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ مُقَوِّمًا لِلْعَالِي فَإِنَّ النَّاطِقَ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ الَّذِي هُوَ الْإِنْسَانُ وَلَيْسَ مُقَوِّمًا لِلْعَالِي الَّذِي هُوَ الْحَيَوَانُ قَوْلُهُ وَالْمُقَسِّمُ بِالْعَكْسِ أَيْ كُلُّ مُقَسِّمٍ لِلسَّافِلِ مُقَسِّمٌ لِلْعَالِي وَلَاعَكْسَ أَيْ كُلِّيًّا.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مقوم و مقسم کی تعریف کریں نیز مطلب واضح کریں۔

(ج) ای کلیا سے شارح نے کس اعتراض کا جواب دیا ہے؛ نیز انّہ لیس إلخ سے شارح کیا کہنا چاہتے ہیں؟ تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

مصنفؒ کا قول "وَلَاعَكْسَ"، یعنی عکس کلی نہیں آتا، بایں معنیٰ کہ جو فصل نوع سافل کی مقوم ہو، وہ نوع عالی کی مقوم نہیں ہوتی؛ چنانچہ "ناطق" سافل نوع جو کہ "انسان" ہے؛ کا مقوم ہے اور عالی نوع جو کہ "حیوان" ہے کا مقوم نہیں ہے۔ مصنفؒ کا قول: "والْمُقَسِّمُ بِالْعَكْسِ"، یعنی سافل کا ہر مقسم عالی کا مقسم ہوتا ہے اور اس کا عکس نہیں ہے، یعنی عکس کلی نہیں ہے۔

(ب) مقوم و مقسم کی تعریف نیز مطلب کی وضاحت ملاحظہ ہو

ماتنؒ کے دوسرے دعویٰ "وَلَاعَكْسَ" کی شارح علیہ الرحمہ نے تشریح کی ہے، یعنی نوع عالی کا مقوم تو نوعِ سافل کا مقوم ضرور ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تفصیل مع دلیل گزر چکی ہے، مگر نوعِ سافل کا مقوم نوعِ عالی کا بھی مقوم ہو، ایسا ضروری نہیں ہے، ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہوسکتا، مثلاً: "ناطق"، "انسان" نوع سافل کا تو مقوم ہے؛ مگر "حیوان" نوعِ عالی کا مقوم نہیں ہے اور "حساس" یہ انسان کا مقوم ہے اور "حیوان" کا مقوم ہے، تو گویا کہ "مقوم عالی" اور "مقوم سافل" میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، مقوم عالی خاص مطلق ہے اور مقوم سافل عام مطلق ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) ای کلیا سے شارح نے کس اعتراض کا جواب دیا ہے ملاحظہ ہو

أَيْ كُلِّيًّا: شارح علیہ الرحمہ نے یہ عبارت بڑھا کر ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔

اعتراض

اعتراض یہ ہے کہ "اَلْمُقَوِّمُ لِلْعَالِيْ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ" ماتنؒ کا یہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے؛ کیونکہ الف لام استغراقی ہے اور موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے: "كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ" کا عکس مستوی "بَعْضُ الْحَيَوَانِ إِنْسَانٌ" ہے اور یہ سچا ہے اور سچا ہونا عکس مستوی کے لیے شرط ہے، تو یہاں پر "المقوم للعالي إلخ" کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ "بَعْضُ الْمُقَوِّمِ لِلسَّافِلِ مُقَوِّمٌ لِلْعَالِي" آئے گا جو کہ سچا ہے؛ کیونکہ نوع سافل کے بعض مقوم نوع عالی کے مقوم ہوتے ہیں، جیسا کہ ابھی اوپر یہ مثال گزری، "حساس" کہ "انسان" کا مقوم ہے اور "حیوان" کا بھی مقوم ہے، تو جب عکس سچا آرہا ہے، تو ماتنؒ کا "وَلَا عَكْسَ" کہنا درست نہیں کہ اس کا عکس نہیں آتا۔

جواب سے قبل یہ ذہین نشین کرتے چلیں کہ عکس مستوی عکس اصطلاحی کو کہتے ہیں، جس کو عکس جزئی بھی کہتے ہیں اور عکس مستوی کا مقابل عکس لغوی ہے، جس کو عکس کلی بھی کہتے ہیں۔

جواب

جواب کا ماحصل یہ ہے کہ ہماری مراد یہاں پر عکس سے عکس کلی یعنی عکس لغوی ہے، عکس اصطلاحی مراد نہیں ہے اور عکس لغوی موجبہ کلیہ کا موجبہ کلیہ ہی آتا ہے، موجبہ جزئیہ نہیں، تو یہاں پر اگر اس کا عکس لغوی موجبہ بنائیں گے تو یہ بنے گا: "اَلْمُقَوِّمُ لِلسَّافِلِ مُقَوِّمٌ لِلْعَالِي" (سافل کا ہر مقوم عالی کا مقوم ہوتا ہے) اور یہ سچا نہیں ہے؛ بلکہ جھوٹا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے؛ کیونکہ سافل کا ہر مقوم تو عالی کا مقوم نہیں ہوتا ہے، جیسے: انسان کا مقوم ''ناطق'' حیوان کا مقوم نہیں ہے، تو اس لیے ''وَلَاعَکْسَ'' کہہ کر اس کا انکار کردیا۔

نیز انّہ لیس إلخ سے شارح کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ملاحظہ ہو

بِمَعْنٰی أَنَّهٗ لَیْسَ کُلُّ مَاهُوَ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ مُقَوِّمًا لِلْعَالِیْ: یہ عبارت شارحؒ نے بڑھا کر یہ بتلایا ہے کہ ماتنؒ کا قول ''وَلَاعَکْسَ'' سلب کلی نہیں ہے؛ بلکہ رفع ایجاب کلی ہے، سلب کلی کا مطلب ہوتا ہے: ''سَلْبٌ عَنِ الْکُلِّ'' یعنی محمول کی موضوع کے ہر ہر فرد سے نفی کرنا، جیسے: ''لَاشَیْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِحَجَرٍ'' (کوئی انسان پتھر نہیں ہے) اور رفع ایجاب کلی کا مطلب ہوتا ہے: محمول کے موضوع کے تمام افراد کے لیے ثبوت کی نفی کرنا، خواہ تمام افراد سے نفی ہو، جیسے: سلب کلی میں ہوتا ہے، یا بعض سے نفی اور بعض کے لیے ثبوت ہو، جیسے سلب جزئی میں ہوتا ہے، گویا کہ سلب کلی اور سلب جزئی دونوں رفع ایجاب کلی کے دو فرد ہیں، یعنی رفع ایجاب کلی انھیں میں سے کسی ایک کے ضمن میں پائی جاتی ہے، تو یہاں پر رفع ایجاب کلی سلب جزئی کے ضمن میں ہے؛ لہٰذا ''وَلَاعَکْسَ'' قضیہ سالبہ جزئیہ کو مستلزم ہے، یعنی ''بَعْضُ الْمُقَوِّمِ لِلسَّافِلِ لَیْسَ بِمُقَوِّمٍ لِلْعَالِیْ'' (سافل کے بعض موم عالی کے مقوم نہیں ہوتے)، جس کا مطلب یہ نکلا کہ سافل کے بعض مقوم عالی کے مقوم ہوجاتے ہیں، جیسے: ''حساس'' جس کی تفصیل ابھی گزری اور یہ رفع ایجاب کلی یہاں سلب کلی کے ضمن میں نہیں ہے، ورنہ تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ سافل کا کوئی مقوم عالی کا مقوم نہیں ہوتا، حالانکہ یہ غلط ہے؛ کیونکہ سافل کے کچھ مقوم عالی کے مقوم ہوتے ہیں، جیسے: حساس۔

أَیْ کُلُّ مُقَسِّمٍ لِلسَّافِلِ مُقَسِّمٌ لِلْعَالِیْ: یہ عبارت لاکر شارحؒ نے یہ بتلایا ہے کہ ماتنؒ کی عبارت ''اَلْمُقَسَّمُ بِالْعَکْسِ'' میں الف لام استغراقی ہی ہے اور یہ قضیہ محصورہ موجبہ کلیہ ہے، عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مقسّم کا معاملہ مقوّم کے برعکس ہے،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یعنی جس طرح وہاں پر دو دعوے تھے، تو یہاں پر اسی طرح دو دعوے ہیں؛ البتہ مقوّم کے دعووں کے برعکس ہیں؛ چنانچہ پہلا دعویٰ تو یہ ہے ہ "كُلُّ مُقَسِّمٍ لِلسَّافِلِ مُقَسِّمٌ لِلْعَالِي" یعنی ہر جنس سافل کا مقسم جنس عالی کا مقسم ضرور ہوگا، جیسے: "ناطق" جنس سافل "حیوان" کا مقسم ہے، تو جنس عالی مثلاً "جسم نامی" و "جسم مطلق" وغیرہ کا بھی مقسم ہوگا اور مقسم کا مطلب آچکا ہے کہ قسمیں بنانے والا، تو جس طرح ناطق، حیوان کی دو قسمیں بناتا ہے "حیوانِ ناطق" اور "حیوان غیر ناطق" اسی طرح جسم نامی وغیرہ کی دو قسمیں بنائے گا: "جسم نامی ناطق" اور "جسم نامی غیر ناطق"۔

اور دوسرا دعویٰ یہ ہے: وَلَا عَكْسَ يَعْنِي لَيْسَ كُلُّ مَاهُوَ فَصْلٌ مُقَسِّمٌ لِلْعَالِي مُقَسِّمًا لِلسَّافِلِ (ایسا نہیں ہے کہ جو فصل جنس عالی کا مقسم ہو، تو وہ جنس سافل کا بھی مقسم ہو) ہو بھی سکتا ہے، نہیں بھی۔ ہونے کی مثال جیسے: ناطق کہ جسم نامی کا مقسم ہے اور حیوان کا بھی مقسم ہے۔ نہ ہونے کی مثال: جیسے حساس، جسم نامی کا تو مقسم ہے؛ مگر حیوان کا مقسم نہیں ہے، گویا کہ مقسم عالی اور مقسم سافل میں بھی عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، مقسم عالی عام مطلق ہے اور مقسم سافل خاص مطلق ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۰)، شرح تہذیب

إِعْلَمْ أَنَّ الْخَاصَّةَ تَنْقَسِمُ إِلَى خَاصَّةٍ شَامِلَةٍ لِجَمِيعِ مَاهِيَ خَاصَّةٌ لَهُ كَالْكَاتِبِ بِالْقُوَّةِ لِلْإِنْسَانِ وَإِلَى غَيْرِ شَامِلَةٍ لِجَمِيعِ أَفْرَادِهِ كَالْكَاتِبِ بِالْفِعْلِ لِلْإِنْسَانِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) کلی کی پانچوں قسموں کے نام، ان کی تعریف اور ہر ایک مثال لکھیں۔

(ج) مطلب واضح کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

جان تو کہ بیشک خاصہ منقسم ہوتا ہے ایسے خاصہ کی طرف جو اس حقیقت کے تمام افراد کو شامل ہو، جس کا وہ خاصہ ہے، جیسے: ''کاتب بالقوۃ'' انسان کا خاصہ شاملہ ہے اور (منقسم ہوتا ہے) ایسے خاصہ کی طرف جو اس کے تمام افراد کو شامل نہ ہو، جیسے: ''کاتب بالفعل'' انسان کا خاصہ غیر شاملہ ہے۔

(ب) کلی کی پانچوں قسموں کے نام، ان کی تعریف اور ہر ایک مثال ملاحظہ ہو

کلی کی اوّلاً دو قسمیں ہیں: (۱) کلی ذاتی (۲) کلی عرضی

پھر کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں: ۱-جنس ۲-نوع ۳-فصل۔ اور کلی عرض کی دو قسمیں ہیں: ۱-خاصہ ۲-عرضِ عام۔ تو کلی کل پانچ ہیں، جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرضِ عام۔ ہر ایک کی تعریف ملاحظہ ہو۔

جنس: وہ کلی ذاتی ہے جو ماہو کے جواب میں ایسے کثیر افراد پر محمول ہو جن کی حقیقت الگ الگ ہو، جیسے: حیوان، جسم نامی وغیرہ۔

نوع: وہ کلی ذاتی ہے جو ماہو کے جواب میں ایسے کثیر افراد پر محمول ہو جن کی حقیقت ایک ہو، جیسے: انسان، فرس وغیرہ۔

فصل: وہ کلی ذاتی ہے جو أي شيء هو في ذاته کے جواب میں محمول ہو، جیسے: ناطق۔

خاصہ: وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت والے افراد پر محمول ہو، جیسے: ضاحک، کاتب وغیرہ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عرضِ عام: وہ کلی عرضی ہے جو مختلف حقیقت رکھنے والے افراد پر محمول ہو، جیسے: ماشی، نامی وغیرہ۔

إِعْلَمْ أَنَّ الْخَاصَّةَ تَنْقَسِمُ إِلٰى خَاصَّةٍ شَامِلَةٍ: اس عبارت میں شارحؒ نے خاصہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) خاصۂ شاملہ (۲) خاصۂ غیر شاملہ

(۱) خاصۂ شاملہ: وہ ہے جو اپنے تمام افراد کو شامل ہو، یعنی اس ماہیت کے تمام افراد میں وہ پایا جارہا ہو، جس کا وہ خاصہ ہے۔

(۲) خاصۂ غیر شاملہ: وہ ہے جو تمام افراد کو شامل نہ ہو؛ بلکہ بعض میں وہ پایا جارہا ہو اور بعض میں نہ پایا جارہا ہو۔ اوّل کی مثال: "کِتَابَت، بالقُوَّة" ثانی کی مثال: "کِتَابت بالفِعْل" کتابت یہ انسان کا خاصہ ہے اور "کتابت بالقُوَّة" کا مطلب ہے: (لکھ سکنا) یعنی لکھنے کا امکان ہونا، تو یہ معنیٰ انسان کے تمام افراد میں پائے جاتے ہیں، خواہ وہ لکھنا جانتے ہوں، یا لکھنا نہ جانتے ہوں، لکھنے کی قدرت سب کو حاصل ہے، تو یہ خاصہ شاملہ ہے انسان کا۔ اور "کِتَابَت بِالفِعْل" کا مطلب ہے فی الحال لکھنا، ابھی لکھنا، یہ معنیٰ انسان کے تمام افراد میں نہیں پائے جاتے ہیں؛ کیونکہ جو لکھنا ہی نہیں جانتے، وہاں پر یہ معنیٰ نہیں پائے جاتے ہیں اور جو لکھنا جانتے بھی ہیں؛ مگر فی الحال نہ لکھ رہے ہوں، تو وہاں پر یہ بھی معنیٰ موجود نہیں ہوتے، صرف بعض افراد جو لکھنا جاننے کے ساتھ فی الحال لکھ بھی رہے ہوں، وہاں پر یہ معنیٰ پائے جاتے ہیں، تو یہ خاصہ غیر شاملہ ہے انسان کا۔

(ج) مطلب ملاحظہ ہو

مذکورہ تعریفات سے مطلب واضح ہو گیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۳۱)، شرح تہذیب

ثُمَّ اللَّازِمُ يَنْقَسِمُ بِتَقْسِيمَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّ لَازِمَ الشَّيْءِ إِمَّا لَازِمٌ لَهُ بِالنَّظْرِ إِلٰى نَفْسِ الْمَاهِيَّةِ مَعَ قَطْعِ النَّظْرِ عَنْ خُصُوْصِ وُجُوْدِهَا فِي الْخَارِجِ أَوْفِي الذِّهْنِ وَذٰلِكَ بِأَنْ يَكُوْنَ هٰذَا الشَّيْءُ بِحَيْثُ كُلَّمَا تَحَقَّقَ فِي الذِّهْنِ أَوْفِي الْخَارِجِ كَانَ هٰذَا اللَّازِمُ ثَابِتًا لَهُ وَإِمَّا لَازِمٌ لَهُ بِالنَّظْرِ إِلٰى وُجُوْدِهِ الْخَارِجِيِّ أَوِ الذِّهْنِيِّ فَهٰذَا الْقِسْمُ بِالْحَقِيْقَةِ قِسْمَانِ حَاصِلَانِ فَأَقْسَامُ اللَّازِمِ بِهَا التَّقْسِيْمِ ثَلَاثَةٌ لَازِمُ الْمَاهِيَّةِ كَزَوْجِيَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَلَازِمُ الْوُجُوْدِ الْخَارِجِيِّ كَإِحْرَاقِ النَّارِ وَلَازِمُ الْوُجُوْدِ الذِّهْنِيِّ كَكَوْنِ حَقِيْقَةِ الْإِنْسَانِ كُلِّيَّةً فَهٰذَا الْقِسْمُ يُسَمّٰى مَعْقُوْلًا ثَانِيًا أَيْضًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پھر پوری عبارت کی تشریح کرتے ہوئے عرض کلی کے تحت جتنی قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف مع امثلہ لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ

پھر ''لازم'' دو تقسیموں کے ساتھ منقسم ہوتا ہے، ان میں سے ایک تقسیم یہ ہے کہ لازم شی یا تو شی کو نفسِ ماہیت کی طرف نظر کرتے ہوئے لازم ہوتا ہے، اس ماہیت کے خارج میں یا وجودِ خاص سے قطع نظر کرتے ہوئے اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ شی اس حیثیت کی ہو کہ وہ شی جب جب بھی ذہن یا خارج میں متحقق ہو، تو یہ لازم اس شی کے لیے ثابت ہو اور یا لازم شی، شی کو اس کے وجودِ خارجی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یا وجودِ ذہنی کی طرف نظر کرتے ہوئے لازم ہوتا ہے، پس یہ قسم درحقیقت دو قسمیں ہیں، لہٰذا اس تقسیم کے اعتبار سے لازم کی اقسام تین ہیں۔ لازم ماہیت، جیسے: زوجیت اربعة (چار کا جفت ہونا) اور لازم وجودِ خارجی، جیسے: إحراق النار (آگ کا جلانا) اور لازم وجودِ ذہنی، جیسے: کلیّتِ انسان (انسان کی حقیقت کا کلی ہونا) پس اس قسم کا نام معقول ثانی بھی رکھا جاتا ہے۔

(ب) پھر پوری عبارت کی تشریح کرتے ہوئے عرض کلی کے تحت جتنی قسمیں نکل سکتی ہیں ہر ایک کی تعریف ملاحظہ ہو

کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں: (۱) عرضِ لازم (۲) عرضِ مفارق

(۱) عرضِ لازم: وہ کلی عرضی ہے جس کا اپنے افراد سے جدا ہونا محال ہو، جیسے: بصر، عمیٰ کا عرض لازم ہے۔ (تسہیل المنطق)

(۲) عرضِ مفارق: وہ کلی ہے جس کا اپنے افراد سے جدا ہونا ممکن ہو، جیسے: جوانی، انسان کا عرضِ مفارق ہے۔ (تسہیل المنطق)

شارحؒ فرماتے ہیں کہ لازم کی دو تقسیمیں ہیں:

ایک میں تین قسمیں ہیں:

(۱) لازمِ ماہیت (۲) لازمِ وجودِ خارجی (۳) لازمِ وجودِ ذہنی

دوسری میں لازم کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) لازم بیّن (۲) لازم غیر بیّن

یاد رہے کہ پہلی تقسیم ملزوم کے اعتبار سے ہے اور دوسری تقسیم لزوم کے اعتبار سے ہے۔

فَهٰذَا الْقِسْمُ بِالْحَقِيْقَةِ قِسْمَانِ حَاصِلَانِ: یہ عبارت دراصل ایک اعتراض کا دفاع ہے، وہ اعتراض ماتنؒ پر ہے، جو یہ ہے کہ لازم کی عام طور سے تین قسمیں مشہور ہیں، جیسا کہ آپ (شارحؒ) نے بیان کی ہیں، تو پھر ماتنؒ نے دو ہی قسمیں کیوں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بیان کیں؟ تو شارحؒ جواباً فرمارہے ہیں کہ ماتنؒ کے نزدیک بھی تین ہی قسمیں ہیں؛ مگر آخر الذکر دو قسموں کو ایک جگہ ملا دیا اور ایک عدد سے تعبیر کر دیا؛ کیونکہ دونوں قسموں میں ''وجود'' کا لفظ مشترک ہے۔

پھر تینوں قسموں کی تعریف سے قبل یہ ذہن نشین کرتے چلیں کہ ہر شئ کے لیے ایک تو ماہیت ہوتی ہے، دوسرے اس کا وجودِ خارجی ہوتا ہے، تیسرے اس کا وجودِ ذہنی۔

لازمِ ماہیت: وہ لازم ہے، جو ملزوم کے لیے لازم ہو، صرف اس کی ماہیت کے اعتبار سے، اس کے وجودِ خارجی اور وجودِ ذہنی سے قطع نظر۔ (شرح تہذیب)

لازمِ وجودِ خارجی: وہ لازم ہے، جو ملزوم کے لیے اس کے صرف وجودِ خارجی کے اعتبار سے لازم ہو، یعنی اگر ملزوم خارج میں پایا جائے، تو لازم اس کے لیے ثابت ہو اور اگر خارج میں نہ پایا جائے، تو لازم اس کے لیے ثابت نہ ہو۔ (شرح تہذیب)

لازمِ وجودِ ذہنی: وہ لازم ہے، جو ملزوم کے لیے صرف اس کے وجودِ ذہنی کے اعتبار سے لازم ہو، یعنی اگر ملزوم ذہن میں پایا جائے، تو وہ لازم اس لیے ثابت ہو، ورنہ تو نہ ہو۔ (شرح تہذیب)

فرق: مذکورہ تینوں اقسام میں ذاتی طور پر تو کوئی فرق نہیں ہے؛ کیونکہ تینوں میں ملزوم ماہیت ہی ہوتی ہے؛ البتہ اعتباری فرق ہے، یعنی لازم ماہیت، من حیث الماهیت ہوتا ہے اور لازم وجودِ خارجی، من حیث الوجود الخارجی ہوتا ہے اور لازم وجودِ ذہنی، من حیث الوجود الذہنی ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لازم ماہیت میں نظر صرف ماہیت پر ہوتی ہے، وجود پر نہیں ہوتی ہے اور لازم وجودِ خارجی میں نظر، وجودِ خارجی پر ہوتی ہے، ماہیت پر یا وجودِ ذہنی پر نہیں ہوتی اور لازم وجودِ ذہنی میں صرف وجودِ ذہنی پر نظر ہوتی ہے، کسی اور پر نہیں، تاہم یہ بھی یاد رہے کہ لازمِ ماہیت کا وجود مستقلاً نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ دوسری و تیسری قسم کے ضمن ہی میں ہوتا ہے؛ البتہ دوسری و

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تیسری قسم کا وجود مستقلاً ایک دوسرے کے بغیر ہوتا ہے لہٰذا اس تفصیل سے پتہ چلا کہ لازمِ ماہیت اور باقی دو اقسام کے بیچ عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، لازم ماہیت عام مطلق ہے، باقی دو اقسام خاص مطلق اور دوسری وتیسری قسم کے درمیان تباین ہے۔

لازمِ ماہیت کی مثال: "زوجیت اربعة" ہے کہ اربعہ کا عدد خارج میں ہو یا ذہن میں ہو، زوجیت اس کے لیے ہر حال میں ثابت ہوتی ہے۔ (شرح تہذیب)

لازم وجودِ خارجی کی مثال: "احراق نار" ہے کہ نار (آگ) اگر خارج میں ہوتی ہے تو جلانا (احراق) اس کے لیے ثابت ہوتا ہے، یعنی وہ جلاتی ہے اور اگر ذہن میں ہو، یعنی آگ صرف تصور کریں، تو آگ جلاتی نہیں ہے۔ (شرح تہذیب)

لازمِ وجودِ ذہنی کی مثال: "کُلِّیَّتِ انسان" ہے کہ انسان کا جب ذہن تصور ہوتا ہے کلی کلی ہونا اس کے لیے ثابت ہوتا ہے، انسان خارج میں پایا جاتا ہے، تو کلی ہونا ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ خارج میں انسان کے موجود ہونے کا مطلب اس کے افراد کا پایا جانا ہے اور افراد خارجیہ کلی نہیں ہوتے ہیں؛ کیونکہ کلی، مفہوم کی قسمیں ہیں اور مفہوم "مَاحَصَلَ فِي الْعَقْلِ" کا نام ہے "مَاوُجِدَ فِي الْخَارِجِ" کا نہیں، لہٰذا "مَاحَصَلَ فِي الْعَقْلِ" ہی کلی ہوسکتا ہے، "مَاوُجِدَ فِي الْخَارِجِ" نہیں، لہٰذا کلی ہونا، انسان کا لازم وجودِ ذہنی ہوا، نہ کہ لازم وجودِ خارجی۔ (شرح تہذیب)

فَهٰذَا الْقِسْمُ يُسَمّٰى مَعْقُوْلًا ثَانِيًا أَيْضًا: معقول کی دو قسمیں ہیں:

(۱) معقول اولی (۲) معقول ثانوی

معقول اولی: وہ ہے کہ جسکا ادراک عقل پہلی مرتبہ کرے اور خارج میں اس کا کوئی مقابل ہو، جیسے: "انسان اور حیوان" کہ عقل ان کا ادراک وتصور اوّلاً ہی کرتی ہے اور ان کا مقابل ومصداق خارج کے اندر زید، عمرو بکر نیز فرس، حمار وغیرہ کی شکل میں موجود ہے۔ (تیسیر المنطق)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

معقول ثانوی: وہ ہے جسکا ادراک عقل ثانیاً (دوسری بار) کرے اور اس کا مقابل خارج کے اندر نہ ہو، جیسے: ''انسان یا حیوان کا کلی ہونا'' کہ عقل ثانیاً اس کا ادراک کرتی ہے اور خارج میں کلی ہونے کا کوئی مصداق موجود نہیں ہے؛ بلکہ خارج میں جو کچھ ہے، وہ تو جزئیات ہیں۔ تو لازم وجود ذہنی کا ادراک چونکہ ثانیاً ہوتا ہے؛ اسی لیے اس کا دوسرا نام ''معقول ثانی'' بھی ہے۔ (تیسیر المنطق)

پھر لازم کی دو قسمیں اور ہیں: (۱) لازم بیّن (۲) لازم غیر بیّن

پھر لازم بیّن و غیر بیّن کی دو، دو تعریفیں ہیں، ایک خاص ہے اور ایک عام، تو اس طرح یہ دو قسمیں کل ملا کر چار قسمیں ہو جاتی ہیں: (۱) لازم بیّن بالمعنی الأخص (۲) لازم غیر بیّن بالمعنی الأخص (۳) لازم بیّن بالمعنی الأعم (۴) لازم غیر بیّن بالمعنی الأعم۔

ہر ایک کی تعریف مع مثال حسبِ ذیل مندرج ہے:

(۱) لازم بیّن بالمعنی الأخص: وہ لازم ہے کہ جس کا تصور اس کے ملزوم کے تصور ہی سے ہو جائے، کچھ اور سوچنے کی ضرورت نہ ہو، جیسے: بصر، عمی کے لیے لازم بیّن بالمعنی الأخص ہے؛ کیونکہ عمی کا تصور کرتے ہی بصر کا تصور خود بخود ہو جاتا ہے۔ (التقریب)

(۲) لازم غیر بیّن بالمعنی الأخص: وہ لازم ہے جو ایسا نہ ہو، یعنی جسکا تصور صرف اس کے ملزوم کے تصور سے نہ ہو؛ بلکہ الگ سے اس کا تصور کرنا پڑے، جیسے: کتاب بالقوۃ (لکھ سکنا) انسان کا لازم غیر بیّن بالمعنی الأخص ہے؛ کیونکہ انسان کا تصور ہو جاتا ہے؛ مگر کتابت بالقوۃ کا تصور اس کے ساتھ نہیں ہوتا؛ بلکہ الگ سے سوچنا پڑتا ہے۔ (التقریب)

(۳) لازم بیّن بالمعنی الأعم: وہ لازم ہے کہ تین چیز: لازم، ملزوم اور ان کے درمیان نسبت کا تصور کرنے سے دونوں (لازم و ملزوم) کے درمیان جزم باللزوم حاصل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوجائے، یعنی اس بات کا یقین ہوجائے کہ ہاں! یہ لازم، ملزوم کے لیے لازم ہے، جیسے: زوجیت، اربعہ کا لازم بیّن بالمعنی الأعم ہے کہ عقل جب زوجیت، اربعہ اور ان کے درمیان نسبت کا تصور کرتی ہے، تو یہ فیصلہ کرلیتی ہے کہ زوجیت، اربعہ کے لیے لازم ہے۔ (التقریب)

(۴) لازم غیر بیّن بالمعنی الأعم: وہ لازم ہے جو ایسا نہ ہو، یعنی جہاں پر مذکورہ تینوں چیزوں کے تصور کرلینے سے جزم باللزوم حاصل نہ ہو، جیسے: حادث ہونا، عالم کے لیے لازم غیر بیّن بالمعنی الأعم ہے؛ کیونکہ حادث ہونا، عالم اور ان کے درمیان نسبت کا تصور کرلینے سے جزم باللزوم حاصل نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ الگ سے جزم باللزوم کے لیے دلیل وحجت کی ضرورت ہوتی ہے؛ چنانچہ "العالم متغیر وکل متغیر حادث، فالعالم حادث" کے ذریعہ دلیل دی جاتی ہے، تب جزم باللزوم پیدا ہوتا ہے، اگر صرف مذکورہ تینوں اشیا سے جزم باللزوم حاصل ہوجاتا، تو عالم کے حادث ہونے میں کسی طرح کا کوئی اختلاف نہ ہوتا اور اس کے لیے دلیل کی ضرورت نہ ہوتی، جیسا کہ اربعہ کیزوج ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ (التقریب)

محل امتحان نمبر (۳۲)، شرح تہذیب

مَفْهُوْمُ الْكُلِّيِّ يُسَمّٰى كُلِّيًّا مَنْطِقِيًّا وَمَعْرُوْضُهُ طَبْعِيًّا وَالْمَجْمُوْعُ عَقْلِيًّا وَكَذَا الْأَنْوَاعُ الْخَمْسَةُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) تینوں کلی کی تعریف کریں اور بتائیں کہ انواعِ خمسہ کو بھی یہ تین نام دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(ج) ان تینوں میں سے کون سی کلی خارج میں ہوتی ہے؟ بیان کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

کلی کے مفہوم کا نام کلی منطقی رکھا جاتا ہے اور کلی کے معروض کا نام کلی طبعی اور دونوں کے مجموعہ کا نام کلی عقلی رکھا جاتا ہے۔

(ب) تینوں کلی کی تعریف کریں اور بتائیں کہ انواعِ خمسہ کو بھی یہ تین نام دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ملاحظہ ہو

ماتنؒ نے اس عبارت میں کلی کے تین اعتباری نام بیان کیے ہیں: کلی منطقی، کلی طبعی، کلی عقلی۔

کلی منطقی: کلی کو اس کے مفہوم اور اس کی تعریف کے اعتبار سے کہتے ہیں جیسے: "مالایمتنع فرض صدقه علی کثیرین" کلی منطقی ہے۔ (التقریب)

کلی طبعی: کلی کو اس کے معروض یعنی اس کے مصداق کے اعتبار سے کہتے ہیں، جیسے: انسان، حیوان وغیرہ۔

کلی عقلی: کلی کو دونوں (مفہوم ومصداق) کے مجموعہ کے اعتبار سے کہتے ہیں، انسان کلی، حیوان کلی۔

یعنی کہ یہ تین نام (منطقی، طبعی، عقلی) جسطرح کلی کے ہیں، اسی طرح کلی کی پانچ اقسام کیلئے بھی ہیں؛ چنانچہ (نوع کو شارحؒ نے خوب واضح کردیا، اسی طرح جنس کو سمجھیں کہ) جنس کا مفہوم "اَلْکُلِّيُّ الْمَقُوْلُ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ مُخْتَلِفِیْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ" جنس منطقی کہلائے گا، اس کا مصداق مثلاً حیوان، جسم نامی، جسم مطلق وغیرہ کو "جنس طبعی" کہیں گے اور دونوں کے مجموعہ کو جیسے: حیوان جنس، جسم نامی جنس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وغیرہ کو جنس عقلی کہیں گے، اسی طرح فصل کا مفہوم: "اَلْکُلِّيُّ الْمَقُوْلُ عَلَى الشَّيْءِ فِيْ جَوَابِ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ" کو فصل منطقی، اس کے مصداق مثلاً: ناطق، حساس کو فصل طبعی، دونوں کے مجموعہ کو مثلاً: ناطق فصل کو فصل عقلی کہیں گے، اسی طرح خاصہ کے مفہوم: "اَلْکُلِّيُّ الْخَارِجُ الْمَقُوْلُ عَلٰى مَاتَحْتَ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَطْ" کو خاصہ منطقی، اس کے مصداق، مثلاً: ضاحک وکاتب وغیرہ کو خاصہ طبعی اور دونوں کے مجموعہ مثلاً: ضاحک خاصہ کو خاصہ عقلی کہیں گے، اسی طرح عرضِ عام کے مفہوم: "اَلْکُلِّيُّ الْخَارِجُ الْمَقُوْلُ عَلَيْهَا وَعَلٰى غَيْرِهَا" کو عرضِ عام منطقی، اس کے مصداق مثلاً، ماشی کو عرضِ عام طبعی، دونوں کے مجموعہ مثلاً: ماشی عرضِ عام کو عرضِ عام عقلی کہیں گے۔

بَلِ الْإِعْتِبَارَاتُ الثَّلَاثُ تَجْرِيْ فِي الْجُزْئِيِّ أَيْضًا: شارحؒ فرماتے ہیں کہ کلی اور اس کی اقسام سے بھی آگے بڑھ کر یہ تینوں نام جزئی میں بھی چلتے ہیں؛ چنانچہ جزئی کے مفہوم "مَايَمْتَنِعُ فَرْضُ صِدْقِهٖ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ" کو جزئی منطقی، اس کے مصداق مثلاً: زید، عمرو، بکر وغیرہ کو جزئی طبعی اور دونوں کے مجموعہ مثلاً: زید جزئی، عمرو جزئی، کو جزئی عقلی کہیں گے۔

(ج) ان تینوں میں سے کون سی کلی خارج میں ہوتی ہے؟ ملاحظہ ہو

شارحؒ فرماتے ہیں کہ کلی منطقی اور کلی عقلی کے سلسلہ میں بلاشک وشبہ یہ بات مسلّم ہے کہ یہ دونوں خارج میں قطعاً نہیں پائی جاتیں، نیز کلی طبعی کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں: ایک کلیت عارض ہونے سے پہلے کی، دوسری کلیت عارض ہونے کے بعد کی، تو کلی طبعی دوسری حیثیت سے (إنسان من حيث الكلّي) بھی متفق علیہ طور پر خارج میں نہیں ہوتی؛ نیز کلی طبعی پہلی حیثیت سے (إنسان من حيث الإنسان) اپنے افراد سے الگ ہوکر بالاتفاق خارج میں نہیں ہوتی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بس اب اختلاف ونزاع اس میں ہے کہ کلی طبعی پہلی حیثیت سے یعنی إنسان من حیث الإنسان اپنے افراد خارجیہ کے ساتھ خارج میں ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی؟

جمہور حکماء کی رائے یہ ہے کہ کلی طبعی اپنے افراد خارجیہ کے ساتھ خارج میں ہوتی ہے، متاخرین مناطقہ بشمول ماتنؒ کی رائے یہ ہے کہ خارج میں صرف افراد ہوتے ہیں، کلی طبعی خارج میں افراد کے ساتھ بھی نہیں ہوتی۔

محل امتحان نمبر (۳۳)، شرح تہذیب

فَصْلٌ مُعَرِّفُ الشَّيْءِ مَايُقَالُ عَلَيْهِ لِإِفَادَةِ تَصَوُّرِهِ وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُوْنَ مُسَاوِيًا لَهُ وَأَجْلَى فَلَايَصِحُّ بِالْأَعَمِّ وَالْأَخَصِّ وَالْمُسَاوِيْ مَعْرِفَةً وَجِهَالَةً وَالْأَخْفٰى.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) معرِّف کی تعریف اور شرائط وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

(ج) اعم واخص کے ذریعہ تعریف کیوں درست نہیں؟

جواب

(الف) ترجمة

کسی شی کا معرِّف وہ ہوتا ہے، جو اس شی پر محمول ہو، اس کے تصور کا فائدہ دینے کے لیے اور اس بات کی شرط لگائی جاتی ہے کہ وہ معرف اس شی کے مساوی ہو (صدق کے اعتبار سے) اور اس سے اجلی (زیادہ روشن) ہو، پس وہ معرف (تعریف) صحیح نہیں ہے خاص اور عام کے ذریعہ اور معرفت و جہالت میں مساوی اور زیادہ پوشیدہ کے ذریعہ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) معرِّف کی تعریف اور شرائط وضاحت کے ساتھ ملاحظہ ہو

معرِّف کی تعریف: معرِّف اس کو کہتے ہیں جو کسی شی پر اس کے تصور کے افادہ کے لیے محمول ہو، یعنی مخاطب کو محکوم علیہ (محمول علیہ) کا تصور وعلم نہیں ہوتا ہے، تو اس کا علم کرانے کے لیے اس محکوم علیہ پر جو چیز محمول ہوتی ہے، وہ اس کی معرِّف اور تعریف کہلاتی ہے، جیسے انسان کا علم نہ ہو تو اس کا علم حاصل کرنے کے لیے حیوانِ ناطق کا اس پر حمل ہوتا ہے تو یہ انسان کا معرف ہے۔ (شرح تہذیب)

شرائط معرف

(۱) مساوات فِي الصّدق بين المعرِّف والمعرَّف: یعنی صدق کے اعتبار سے معرِّف ومعرَّف دونوں میں تساوی کی نسبت ہو۔ یعنی جہاں معرِّف ہو وہاں معرَّف ہو اور جہاں معرَّف ہو وہاں معرِّف ہو، جیسے: حیوانِ ناطق اور انسان میں مساوات ہے، جہاں حیوانِ ناطق ہوتا ہے وہاں پر ہی انسان ہوتا ہے اور جہاں انسان ہوتا ہے وہاں حیوانِ ناطق ہوتا ہے۔

(۲) جلاء المعرِّف عن المعرَّف في الخفاء والظهور: یعنی خفا وظہور کے اعتبار سے معرِّف، معرَّف سے زیادہ واضح ہو، یعنی خوب روشن ہو مشہور ہو، اس کے مساوی یا اخفی نہ ہو اسی طرح مجہول نہ ہو۔

(ج) اعم واخص کے ذریعہ تعریف کیوں درست نہیں؟ ملاحظہ ہو

یعنی جب معرِّف کے لیے ضروری ہے کہ وہ معرَّف کا مساوی ہو، تاکہ تصور بالکنہ یا تصور بالوجہ کا فائدہ دے سکے، تو اگر عام مطلق سے تعریف کی جائے گی تو یہ درست نہ ہوگا؛ کیونکہ اس سے خاص مطلق کا نہ تو تصور بالکنہ حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی تصور بالوجہ،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مثلاً حیوان، انسان سے عام مطلق ہے، تو انسان کی تعریف اس کے ذریعہ درست نہیں؛ کیونکہ اس سے انسان کا تصور بالکنہ حاصل نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ انسان کی پوری حقیقت کا علم نہیں ہو پاتا ہے؛ کیونکہ پری حقیقت تو ''حیوانِ ناطق'' ہے، نیز اس سے انسان کا تصور بالوجہ بھی نہیں ہوتا؛ کیونہ انسان اس کے ذریعہ اپنے تمام ماسوا سے جدا نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ انسان کی تعریف میں صرف ''حیوان'' کہنے سے فرس، بقر وغیرہ انسان کے شریک رہتے ہیں؛ البتہ شجر، حجر خارج ہو جاتے ہیں، تو کچھ سے جدا ہوتا ہے کچھ سے نہیں، اس سے تصور بالوجہ بھی نہیں ہوتا، تو کل ملا کر حیوان عام کے ذریعہ انسان خاص کی تعریف درست نہیں۔

وَكَذَا الْحَالُ فِي الْأَعَمِّ مِنْ وَجْهٍ: یعنی جس طرح عام مطلق سے تعریف درست نہیں ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل ابھی ابھی گزری، اسی طرح عام من وجہٍ سے بھی تعریف درست نہیں ہوتی ہے؛ کیونکہ عام من وجہٍ سے بھی دونوں فائدوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہوتا، مثلاً حیوان وابیض میں عموم وخصوص من وجہٍ ہے، تو ہر ایک عام وخاص من وجہٍ ہے، تو اب اگر ابیض کے ذریعہ حیوان کی تعریف کریں، تو تصور بالکنہ بھی نہیں حاصل ہوگا؛ کیونکہ ابیض حیوان کی پوری حقیقت نہیں؛ بلکہ حقیقت کا جز بھی نہیں، حیوان کی حقیقت تو یہ ہے: هُوَ الْجِسْمُ النَّامِي الْحَسَّاسُ الْمُتَحَرِّكُ بِالْإِرَادَةِ؛ نیز ابیض سے حیوان اپنے تمام ماسوا؛ بلکہ بعض ماسوا سے بھی جدا نہیں ہوتا ہے؛ چنانچہ ابیض صرف حیوان ہی نہیں؛ بلکہ غیر حیوان، انڈا، کاغذ وغیرہ بھی ہوتے ہیں، تو اس لیے تصور بالوجہ کا حصول بھی نہیں ہوتا۔

خاص مطلق سے معرّف کے جو دو فائدے بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے ایک نہ ایک حاصل تو ہو جاتا ہے؛ مگر خاص عام کے مقابلہ میں عقل میں وجود کے اعتبار سے کم ہوتا ہے اور عام زیادہ، نیز خاص کم معروف ہوتا ہے اور عام زیادہ، حالانکہ معرّف کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لیے ضروری ہے کہ وہ وجودِ عقلی کے اعتبار سے معرَّف کے برابر ہو، کم یا زیادہ نہ ہو، نیز معرِّف کے لیے ضروری ہے کہ وہ معرَّف سے زیادہ مشہور ومعروف ہو، کم یا برابر نہ ہو؛ اس لیے خاص مطلق سے بھی تعریف کرنا درست نہیں۔

محل امتحان نمبر (۳۴)، شرح تہذیب

وَالتَّعْرِيْفُ بِالْفَصْلِ الْقَرِيْبِ حَدٌّ وَبِالْخَاصَّةِ رَسْمٌ فَإِنْ كَانَ مَعَ الْجِنْسِ الْقَرِيْبِ فَتَامٌّ، وَإِلَّا فَنَاقِصٌ وَلَمْ يُعْتَبِرُوْا بِالْعَرَضِ الْعَامِّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) معرِّف کی مجموعی طور پر کتنی قسمیں ہیں؛ ہر ایک کی تعریف تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور فصل قری سے تعریف کرنا حد کہلاتا ہے اور خاصہ سے تعریف کرنا رسم کہلاتا ہے، پھر اگر تعریف جنس قریب کے ساتھ ہو، تو وہ تام کہلاتی ہے، ورنہ تو ناقص کہلاتی ہے اور منطقہ نے عرضِ عام کا اعتبار نہیں کیا ہے۔

(ب) معرِّف کی مجموعی طور پر کتنی قسمیں ہیں؛ ہر ایک کی تعریف ملاحظہ ہو

مذکورہ عبارت میں ماتنؒ نے معرِّف کی مجموعی طور پر چار قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) حد تام (۲) حد ناقص (۳) رسمِ تام (۴) رسمِ ناقص۔

حد تام: وہ تعریف ہے، جو جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو، جیسے: ''حیوانِ ناطق'' انسان کی حد تام ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حد ناقص: وہ تعریف ہے، جو جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو، یا صرف فصل قریب سے ہو، جیسے: ''جسم ناطق'' اور صرف ''ناطق'' انسان کی حد ناقص ہے۔

رسم تام: وہ تعریف ہے، جو جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو، جیسے: ''حیوان ضاحک'' انسان کی رسم تام ہے۔

رسم ناقص: وہ تعریف ہے، جو جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو، یا صرف خاصہ سے ہو، جیسے: ''جسم ضاحک'' یا صرف ''ضاحک'' انسان کی رسم ناقص ہے۔

(یہ تعریفات اسعاد الفہوم سے ماخوذ ہیں)

تمت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیقات

محل امتحان نمبر (۳۵)، شرح تہذیب

فَصْلٌ فِي التَّصْدِيْقَاتِ الْقَضِيَّةُ قَوْلٌ يَحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْكِذْبَ فَإِنْ كَانَ الْحُكْمُ فِيْهَا بِثُبُوْتِ شَيْءٍ لِشَيْءٍ أَوْنَفْيِهِ عَنْهُ فَحَمْلِيَّةٌ مُوْجِبَةٌ أَوْسَالِبَةٌ وَيُسَمَّى الْمَحْكُوْمُ عَلَيْهِ مَوْضُوْعًا وَالْمَحْكُوْمُ بِهِ مَحْمُوْلًا وَالدَّالُّ عَلَى النِّسْبَةِ رَابِطَةً وَقَدْ اُسْتُعِيْرَ لَهَا هُوَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) قضیہ کی تعریف اور اس کی قسموں کی تعریف، اور صدق و کذب کس کو کہتے ہیں؟ نیز موضوع کو موضوع، محمول کو محمول اور دال کو رابطہ کیوں کہتے ہیں؟ لکھتے ہوئے مطلب بیان کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

یہ فصل تصدیقات کے بیان میں ہے، قضیہ ایسا قول ہے، جو صدق و کذب کا احتمال رکھے، پھر اگر قضیہ میں ایک شی کے لیے دوسری شی کے ثبوت، یا ایک شی سے دوسری شی کی نفی کا حکم ہو، تو وہ قضیہ حملیہ ہوتا ہے، موجبہ یا سلبہ۔ اور محکوم علیہ کا نام موضوع اور محکوم بہ کا نام محمول اور نسبت پر دلالت کرنے والے لفظ کا نام رابطہ رکھا جاتا ہے اور رابطہ کے لیے لفظ "ھُوَ" کو بطورِ عاریت لیا گیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) قضیہ کی تعریف، اس کی قسموں کی تعریف، اور صدق و کذب کس کو کہتے ہیں؟ نیز موضوع کو موضوع، محمول کو محمول اور دال کو رابطہ کیوں کہتے ہیں؟ ملاحظہ ہو

قضیہ کی تعریف: قضیہ وہ قول ہے، جس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال ہو، یعنی اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے، جیسے: "زَیْدٌ قَائِمٌ".

پھر قضیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) حملیہ (۲) شرطیہ

قضیہ حملیہ: وہ قضیہ ہے، جس میں ایک چیز کا دوسری چیز کے لیے ثبوت ہو، یا نفی ہو، اگر ثبوت ہے تو "حملیہ موجبہ" کہلاتا ہے، جیسے: "زَیْدٌ قَائِمٌ" اور اگر نفی ہے تو "حملیہ سالبہ" کہلاتا ہے جیسے: زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ.

قضیہ حملیہ میں تین چیزیں ہوتی ہیں: (۱) محکوم علیہ (جس پر حکم لگ رہا ہو) (۲) محکوم بہ (جس کا حکم لگ رہا ہو) (۳) دال علی النسبۃ (نسبتِ حکمیہ پر دلالت کرنے والا لفظ)۔

"محکوم علیہ" کو "موضوع" اور "محکوم بہ" کو "محمول" اور "دال علی النسبۃ" کو "رابطہ" کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: یہ ہے کہ موضوع (فتح) اسم مفعول ہے، بمعنیٰ مقرر کیا ہوا، تو محکوم علیہ کو موضوع اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ حکم لگانے کے لیے مقرر ہوتا ہے۔ محمول کے معنیٰ اٹھایا ہوا، یعنی ثابت کیا ہوا، تو محکوم بہ کو چونکہ محکوم علیہ کیلیے ثابت کیا جاتا ہے؛ اس لے اس کو محمول کہتے ہیں۔

قضیہ کا جو تیسرا جزء نسبتِ حکمیہ ہوتی ہے، تو حقیقت کے اعتبار سے تو اس کا نام "رابطہ" ہے؛ کیونکہ رابطہ کے معنی "جوڑنے والی چیز" اور موضوع و محمول کو آپس میں جوڑنے والی یہی نسبت حکمیہ ہوتی ہے، لہٰذا یہی درحقیقت رابطہ ہے؛ لیکن مجازاً یہ نام

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اُٹھا کر اس لفظ کو دے دیا گیا، جو اس نسبت پر قضیہ ملفوظہ میں دلالت کرتا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ مدلول کا نام دال کو دے دیا جائے۔

صدق: نسبتِ خبریہ کے واقع اور نفس الامر کے مطابق ہونے کو کہتے ہیں۔

کذب: نسبتِ خبریہ کے نفس الامر کے مطابق نہ ہونے کو کہتے ہیں، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ کی نسبت صدق ہے اگر حقیقت اور واقع میں زید کھڑا ہی ہو اور اگر زید حقیقت میں کھڑا نہ ہو؛ بلکہ مثلاً بیٹھا ہو تو یہ نسبت کذب ہے۔

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں سے مل کر بنے جیسے: إن کانت الشمس طالعة فالنهار موجود (اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا) قضیہ شرطیہ کے پہلے جزء کو مقدم اور دوسرے جزء کو تالی کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: مقدم؛ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ آگے اور پہلے ہوتا ہے، اور مقدم کے معنیٰ آگے ہی کے آتے ہیں۔ ''تالی'' اس لیے کہتے ہیں کہ یہ جزء بعد میں ہوتا ہے اور تالی کے معنیٰ بعد اور پیچھے والے کے ہیں۔ (از افادات: مولانا عبداللہ صاحب قاسمی)

محل امتحان نمبر (۳۶)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ الْقَضِيَّةُ قَوْلٌ الْقَوْلُ فِي عُرْفِ هٰذَا الْفَنِّ يُقَالُ لِلْمُرَكَّبِ سَوَاءٌ كَانَ مُرَكَّبًا مَعْقُلًا أَوْ مَلْفُوظًا، فَالتَّعْرِيْفُ يَشْمُلُ الْقَضِيَّةَ الْمَعْقُوْلَةَ وَالْمَلْفُوْظَةَ، قَوْلُهُ يَحْتَمِلُ الصِّدْقَ الصِّدْقُ هُوَ الْمُطَابَقَةُ لِلْوَاقِعِ وَالْكِذْبُ هُوَ اللَّامُطَابَقَةُ لَهُ، وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَايَتَوَقَّفُ مَعْرِفَتُهُ عَلٰى مَعْرِفَةِ الْخَبَرِ وَالْقَضِيَّةِ فَلَايَلْزَمُ الدَّوْرُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پوری عبارت کی تشریح کریں؛ نیز قضیہ معقولہ اور ملفوظہ میں کیا فرق ہے سمجھ کر لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

مصنفؒ کا قول "اَلْقَضِیَّۃُ قَوْلٌ" "قول" اس فن (منطق) کی اصطلاح میں مرکب کو کہا جاتا ہے، خواہ وہ مرکب معقول ہو یا ملفوظ؛ لہٰذا (قضیہ کی) تعریف قضیہ معقولہ اور قضیہ ملفوظہ دونوں کو شامل ہوگی۔ مصنفؒ کا قول: "یَحْتَمِلُ الصِّدْقَ" "صدق" واقع کے مطابق ہونے اور "کذب" واقع کے مطابق نہ ہونے کا نام ہے اور یہ معنیٰ ایسے ہیں کہ ان کی معرفت خبر اور قضیہ کی معرفت پر موقوف نہیں ہے، تو دَور لازم نہیں آئے گا۔

(ب) پوری عبارت کی تشریح نیز قضیہ معقولہ اور ملفوظہ میں کیا فرق ہے ملاحظہ ہو

مذکورہ عبارت میں شارح قول کی تعریف کر رہے ہیں؛ کیونکہ قضیہ کی تعریف میں قول کا لفظ آیا ہے، فرماتے ہیں کہ: قول: فن منطق کی اصطلاح میں مرکب بات کو کہا جاتا ہے (لغت کے اعتبار سے عام بات کو کہا جاتا ہے چاہے وہ بات مفرد ہو یا مرکب) پھر یہ مرکب بات عام ہے چاہے معقول ہو یا ملفوظ۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) قضیہ معقولہ (۲) قضیہ ملفوظہ

(۱) قضیہ معقولہ: وہ قضیہ ہے جو زبان پہ آنے سے پہلے متکلم کے ذہن میں ہو۔

(۲) قضیہ ملفوظہ: وہ قضیہ ہے جو متکلم کی زبان سے ادا ہو، جیسے: زید قائم، زبان پہ آنے سے پہلے تو قضیہ معقولہ ہے اور زبان سے نکلے تو قضیہ ملفوظہ ہے، لہٰذا اب یہ قضیہ کی تعریف ان دونوں قسموں کو شامل ہوگی۔

فرق: دونوں کے بیچ اب فرق بھی ظاہر ہے کہ مافی الضمیر کا نام قضیہ معقولہ ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور ما علی اللسان کا نام قضیہ ملفوظہ ہے۔

دوسرے قول کے ذیل میں صدق وکذب کی تعریف کرنے کے بعد شارح فرماتے ہیں کہ اب جب یہ تعریف صدق وکذب کی کریں گے تو دَور لازم نہیں آئے گا۔ دراصل شارح نے صدق وکذب کی ایک تعریف ابتداء میں (ص:۴۰ پر) یہ کی ہے، کہ صدق نام ہے ''خبر مطابق للواقع'' کا اور کذب نام ہے ''خبر غیر مطابق للواقع'' کا تو یہاں پر صدق کی تعریف میں خبر کا لفظ آیا، اور خبر کہتے ہیں جو صدق وکذب کا احتمال رکھے، یہاں پر خبر کی تعریف میں صدق کا لفظ آیا، لہٰذا خبر کا سمجھنا موقوف ہوا صدق پر اور صدق کا سمجھنا موقوف ہوا خبر پر، اور خبر وقضیہ دونوں مترادف ہیں، لہٰذا قضیہ کا سمجھنا صدق پر اور صدق کا سمجھنا قضیہ پر موقوف ہوگیا اور دو چیزوں کا ایک دوسرے پے (ایک واسطہ سے یا چند اوسطوں سے) موقوف ہونا یہی دَور کہلاتا ہے اور دَور باطل ہے۔

تو شارح نے اسی کی طرف اشارہ کیا کہ اب جبکہ صدق وکذب کے دوسرے معنیٰ بیان کردیے تو یہ دَور لازم نہیں آئے گا۔

محل امتحان نمبر (۳۷)، شرح تہذیب

وَالْمَوْضُوْعُ إِنْ كَانَ شَخْصًا مُعَيَّنًا سُمِّيَتِ الْقَضِيَّةُ شَخْصِيَّةً وَمَخْصُوْصَةً وَإِنْ كَانَ نَفْسَ الْحَقِيْقَةِ فَطَبْعِيَّةً وَإِلَّا فَإِنْ بُيِّنَ كَمِّيَّةُ أَفْرَادِهِ كُلًّا أَوْ بَعْضًا فَمَحْصُوْرَةٌ كُلِّيَّةٌ أَوْ جُزْئِيَّةٌ وَمَابِهِ الْبَيَانُ سُوْرٌ وَإِلَّا فَمُهْمَلَةٌ وَتُلَازِمُ الْجُزْئِيَّةَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت میں قضیہ حملیہ کی چار قسمیں کس اعتبار سے ذکر کی ہیں تحریر کریں؟

(ج) وتلازم الجزئیۃ سے شارح کیا کہنا چاہتے ہیں بوضاحت لکھئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

اور قضیہ کا موضوع اگر فرد معین ہو، تو قضیہ کا نام شخصیہ اور مخصوصہ رکھا جاتا ہے اور اگر عینِ حقیقت ہو، تو وہ طبعیہ ہوتا ہے، ورنہ تو اگر موضوع کے افراد کی مقدار بیان کی جائے، کل یا بعض کے اعتبار سے، تو وہ محصور ہوتا ہے، محصورہ کلیہ یا جزئیہ۔ اور جس لفظ کے ذریعہ مقدار کا بیان ہو، وہ ''سور'' ہوتا ہے، ورنہ تو قضیہ مہملہ ہوتا ہے اور وہ قضیہ مہملہ جزئیہ کو لازم ہوتا ہے۔

(ب) عبارت میں قضیہ حملیہ کی چار قسمیں کس اعتبار سے ذکر کی ہیں ملاحظہ ہو

قضیہ حملیہ کی باعتبار موضوع کے چار قسمیں ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) شخصیہ (۲) محصورہ (۳) مہملہ (۴) طبعیہ

مذکورہ عبارت میں ان ہی کا ذکر ہے، چاروں کی تعریف مع امثلہ پیش خدمت ہے:

قضیہ شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع شخص معین یعنی جزئی ہو، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ.

قضیہ محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور قضیہ میں حکم اس کلی کے افراد پر ہو اور افراد کی مقدار بھی بیان کی گئی ہو کہ تمام افراد پر حکم لگ رہا ہے یا بعض پر، جیسے: کُلُّ إِنْسَانٍ حَیَوَانٌ.

قضیہ مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم افراد پر ہو اور مقدار بیان نہ کی گئی ہو؛ بلکہ گول مول چھوڑ دیا گیا ہو، جیسے: اَلْإِنْسَانُ حَیَوَانٌ (بشرطیکہ الف لام استغراقی نہ ہو)۔

قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اس کلی کے افراد پر نہ ہو؛ بلکہ کلی کی طبیعت پر ہو، جیسے: ''اَلْإِنْسَانُ نَوْعٌ. اَلْحَیَوَانُ جِنْسٌ'' پھر قضیہ محصورہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں افراد کی کمیت (مقدار) کو بیان کرنے کے لیے جو لفظ آتا ہے اس کو "سور" کہا جاتا ہے، جیسے: "کُلُّ إِنْسَانٍ حَیَوَانٌ" میں لفظ "کُلٌّ" سور ہے۔

(ج) وتلازم الجزئیۃ سے شارح کیا کہنا چاہتے ہیں ملاحظہ ہو

اس سے قضیہ مہملہ اور قضیہ جزئیہ میں تلازم ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قضیہ مہملہ میں علی الاطلاع افراد پر حکم ہوتا ہے، یعنی کل یا بعض کی تعیین نہیں ہوتی، تو اب دو صورتیں بنتی ہیں: (الف) یا تو حکم تمام افراد پر ہوگا (ب) یا بعض افراد پر ہوگا اور دونوں صورتوں میں قضیہ جزئیہ ضرور پایا جائے گا؛ کیونکہ قضیہ جزئیہ میں حکم بعض افراد پر ہوتا ہے تو قضیہ مہملہ کی دوسری (ب) صورت میں قضیہ جزئیہ کا پایا جانا بالکل ظاہر ہے اور قضیہ مہملہ کی پہلی (الف) کی صورت میں جزئیہ اس لیے پایا جائے گا کہ جہاں سب افراد پر حکم ہوگا وہاں پر بعض پر بھی ضرور ہوگا، تو اس طرح قضیہ مہملہ کو قضیہ جزئیہ لازم ہوا اور اس کا برعکس بھی ہے، یعنی قضیہ مہملہ قضیہ جزئیہ کو لازم ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ قضیہ جزئیہ میں جن بعض افراد پر حکم ہوتا ہے وہ غیر متعین ہوتے ہیں تو یہاں پر جب غیر معین افراد پر حکم ہے تو مہملہ بھی ضرور پایا جائے گا؛ کیونکہ قضیہ مہملہ میں حکم علی الاطلاق ہوتا ہے تو اس طرح یہ اس کو لازم ہو گیا اور دونوں طرف سے لزوم کو تلازم کہتے ہیں، پتہ چلا کہ مہملہ و جزئیہ میں تلازم ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۸)، شرح تہذیب

ثُمَّ الْمَحْصُوْرَةُ إِنْ بُيِّنَ فِيْهَا أَنَّ الْحُكْمَ عَلٰى كُلِّ أَفْرَادِ الْمَوْضُوْعِ فَكُلِّيَّةٌ وَإِنْ بُيِّنَ أَنَّ الْحُكْمَ عَلٰى بَعْضِ أَفْرَادِهِ فَجُزْئِيَّةٌ وَكُلٌّ مِنْهُمَا إِمَّامُوْجِبَةٌ أَوْسَالِبَةٌ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) قضیہ محصورہ کی چاروں قسموں کی تعریف مع مثال بیان کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

پھر قضیہ محصورہ میں اگر یہ بات بیان کی گئی ہو کہ حکم موضوع کے تمام افراد پر ہے، تو وہ کلیہ ہوتا ہے اور اگر یہ بات بیان کی گئی ہو کہ حکم موضوع کے بعض افراد پر ہے، تو وہ جزئیہ ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک یا تو موجبہ ہوتا ہے یا سالبہ۔

(ب) قضیہ محصورہ کی چاروں قسموں کی تعریف مع مثال ملاحظہ ہو

محصورہ کی چار قسمیں ہیں:

(۱) موجبہ کلیہ (۲) موجبہ جزئیہ (۳) سالبہ کلیہ (۴) سالبہ جزئیہ

موجبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے تمام افراد کے لیے ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ (ہر انسان جاندار ہے)۔

موجبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے بعض افراد کے لیے ہو جیسے: بَعْضُ الْحَيَوَانِ إِنْسَانٌ (بعض جاندار انسان ہیں)۔

سالبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول کی نفی موضوع کے تمام افراد سے کی گئی ہو جیسے: لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِحَجَرٍ (کوئی انسان پتھر نہیں ہے)۔

سالبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول کی نفی موضوع کے بعض افراد سے کی گئی ہو جیسے: بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِإِنْسَانٍ (بعض جاندار انسان نہیں ہیں)۔

(تیسیر المنطق)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۳۹)، شرح تہذیب

وَلَابُدَّ فِي الْمُوجِبَةِ أَيْ فِي صِدْقِهَا مِنْ وُجُودِ الْمَوْضُوعِ وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْحُكْمَ فِي الْمُوجِبَةِ ثُبُوتُ شَيْءٍ لِشَيْءٍ وَثُبُوتُ شَيْءٍ لِشَيْءٍ فَرْعُ ثُبُوتِ الْمُثْبَتِ لَهُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کریں، قضیہ خارجیہ، حقیقیہ اور ذہنیہ کی تعریف مع امثلہ پیش کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

مصنفؒ کا قول: "وَلَابُدَّ فِي الْمُوجَبَةِ" یعنی قضیہ موجبہ کے صادق ہونے کے لیے موضوع کا وجود ضروری ہے اور یہ ضروری؛ اس لیے ہے کہ قضیہ موجبہ میں "ثُبُوتُ شَيْءٍ لِشَيْءٍ" کا حکم ہوتا ہے اور "ثُبُوتُ شَيْءٍ لِشَيْءٍ" فرع ہے، ثبوتِ مُثبت لہٗ کی۔

(ب) مطلب بیان کریں، قضیہ خارجیہ، حقیقیہ اور ذہنیہ کی تعریف مع امثلہ ملاحظہ ہو

شارح فرماتے ہیں کہ ولابُدّ في الموجبة إلخ: کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قضیہ موجبہ کا تحقق تب ہی ہوگا جبکہ اس کا موضوع موجود ہو؛ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قضیہ موجبہ صادق وسچا تب ہوگا جب کہ اس کا موضوع موجود ہو، ورنہ تو فی نفسہ قضیہ موجبہ کا تحقق تو تب بھی ہوجاتا ہے جبکہ اس کا موضوع موجود نہ ہو؛ بلکہ معدوم ہو جیسے زید قائم قضیہ موجبہ ہے چاہے اس کا موضوع (زید) معدوم ہو؛ البتہ یہ سچا تب ہوگا جبکہ زید موجود ہو ورنہ تو یہ جھوٹا ہوگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دلیل: شارح نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ ثبوت شیٔ لشیٔ، فرع ہے ثبوت مثبت لہٗ کی، یعنی کسی چیز کا ثبوت دوسری چیز کے لیے بعد میں ہوتا ہے، پہلے وہ دوسری چیز موجود ہونا ضروری ہے اور قضیہ موجبہ میں وہ دوسری چیز ہی ''موضوع'' ہوتی ہے جس کے لیے محمول کا ثبوت ہوتا ہے، تو اس لیے قضیہ موجبہ میں وجود موضوع ضروری ہے۔

اب یہ وجودِ موضوع ضروری ہے خواہ ذہن میں موجود ہو، یا خارج میں یا ان دونوں سے قطع نظر؛ چنانچہ اسی وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ موجبہ کی تین قسمیں ہو جاتی ہیں:

(۱) خارجیہ (۲) حقیقیہ (۳) ذہنیہ

قضیہ خارجیہ: وہ قضیہ حملیہ موجبہ ہے، جس کا موضوع خارج میں واقعتاً موجود ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ.

(۲) قضیہ حقیقیہ: وہ قضیہ حملیہ موجبہ ہے، جس کا موضوع خارج میں تقدیراً موجود ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ. كُلُّ عَنقَاءَ طَائِرٌ.

(۳) قضیہ ذہنیہ: وہ قضیہ حملیہ موجبہ ہے، جس کا موضوع ذہن میں موجود ہو جیسے: شَرِيكُ الْبَارِئِ مُمْتَنِعٌ.

محل امتحان نمبر (۴۰)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ: مَعْدُوْلَةً لِأَنَّ حَرْفَ السَّلْبِ مَوْضُوْعٌ لِسَلْبِ النِّسْبَةِ فَإِذَا اسْتُعْمِلَ لَافِي هٰذَا الْمَعْنٰى كَانَ مَعْدُوْلًا عَنْ مَعْنَاهُ الْأَصْلِيِّ فَسُمِّيَتْ الْقَضِيَّةُ الَّتِي هٰذَا الْحَرْفُ جُزْءٌ مِنْ جُزْئَيْهَا مَعْدُوْلَةً تَسْمِيَةً لِكُلٍّ بِاسْمِ الْجُزْءِ وَالْقَضِيَّةُ الَّتِي لَايَكُوْنُ حَرْفُ السَّلْبِ جُزْءً مِنْ طَرَفَيْهَا تُسَمّٰى مُحَصَّلَةً.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) قضیہ محصلہ اور معدولہ کی تعریف کریں؛ نیز معدولہ کی تین قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف مع امثلہ تحریر کریں۔

(ج) قضیہ معدولہ کی وجہ تسمیہ تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

مصنفؒ کا قول "مَعْدُوْلَةٌ" (اس کا نام معدولہ رکھا جاتا ہے)؛ اس لیے کہ حرف سلب وضع کیا گیا ہے نسبت کے سلب کے لیے، پس جب وہ حرفِ سلب اس معنیٰ کے غیر میں استعمال ہوگا، تو وہ اپنے اصلی معنیٰ سے معدول ہو جائے گا، لہٰذا اس قضیہ کا نام معدولہ رکھ دیا گیا، جس کے جزء کا یہ حرف جزء بنا ہو تَسْمِيَةً لِلْكُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ کے طریقہ پر (یعنی کل کا نام جزء کے نام پر رکھنا) اور وہ قضیہ جس کے دونوں طرف کا حرف سلب جزء نہ ہو، اس کا نام محصلہ رکھا جاتا ہے۔

(ب) قضیہ محصلہ اور معدولہ کی تعریف ملاحظہ ہو

معدولہ: اگر حرفِ نفی آکر قضیہ کا جزء بن رہا ہو، تو وہ معدولہ ہے، جیسے: اَللَّاحَيُّ جَمَادٌ (غیر جاندار جماد ہے)۔

محصلہ: اور اگر جزء نہ بن رہا ہو، تو محصلہ ہے، جیسے: "اَلْإِنْسَانُ حَيَوَانٌ" اور "مَازَيْدٌ بِقَائِمٍ" (زید کھڑا نہیں ہے)۔

نیز معدولہ کی تین قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف مع امثلہ ملاحظہ ہو

قضیہ معدولہ کی تین قسمیں ہیں:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱) معدولۃ الموضوع (۲) معدولۃ المحمول (۳) معدولۃ الطرفین

(۱) معدولۃ الموضوع: وہ قضیہ معدولہ ہے، جس میں حرفِ نفی آکر قضیہ کے موضوع کا جزء بن رہا ہو، جیسے: "اَللَّاحَيٌّ جَمَادٌ" (غیر جاندار جماد ہے)۔

(۲) معدولۃ المحمول: وہ قضیہ معدولہ ہے، جس میں حرفِ نفی آکر قضیہ کے محمول کا جزء بن رہا ہو، جیسے: "اَلجَمَادُ لَاحَيٌّ" (جماد غیر جاندار ہے) یہاں پر "حَيٌّ" محمول ہے جس کا جزء "لا" حرفِ نفی بن رہا ہے۔

(۳) معدولۃ الطرفین: وہ قضیہ معدولہ ہے، جس میں حرفِ نفی آکر موضوع و محمول دونوں کا جزء بن رہا ہو، جیسے: "اَللَّاحَيٌّ لَاعَالِمٌ" (غیر جاندار غیر عالم ہے) یہاں پر حرفِ نفی "لا" دونوں کا جزء بن رہا ہے۔

(ج) قضیہ معدولہ کی وجہ تسمیہ ملاحظہ ہو

وہ یہ ہے کہ معدولہ، عدول (نصر) سے مشتق ہے، عدول کے معنیٰ آتے ہیں، نکلنا، ہٹنا تو معدولہ کے معنیٰ ہوئے نکلا ہوا، ہٹا ہوا، اور حرفِ سلب کے معنیٰ موضوع لہٗ "سلبِ نسبت" کے ہیں، یعنی نسبت کی نفی کرنا اس کا کام ہوتا ہے؛ لیکن جب یہ حرفِ سلب قضیہ کا جزء بن جاتا ہے، تو اب سلبِ نسبت کا کام نہیں کرتا؛ بلکہ یا تو محکوم علیہ بنتا ہے، یا محکوم بہ، گویا کہ اپنے اصلی معنیٰ سے ہٹا ہوا ہوتا ہے، تو درحقیقت معدول یہ حرفِ سلب ہے؛ لیکن مجازاً یہ معدول نام اس قضیہ کو دے دیا گیا، جس کا یہ حرفِ سلب جزء بن رہا ہوتا ہے اور وہ قضیہ ایک طرح سے اس کے لیے کل ہوتا ہے، اسی کو "تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ" سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی جو نام جزء کا ہے، وہ کل کا رکھ دینا، یہ مجازاً شائع وذائع ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۴۱)، شرح تہذیب

كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا وَلَاشَيْءَ مِنْهُ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَاتِبًا فَتُسَمّٰى حِ مَشْرُوْطَةً عَامَّةً لِاشْتِرَاطِ الضَّرُوْرَةِ بِالْوَصْفِ الْعُنْوَانِيْ وَيَكُوْنُ هٰذِهِ الْقَضِيَّةُ أَعَمَّ مِنَ الْمَشْرُوْطَةِ الْخَاصَّةِ كَمَاسَتَجِيْءُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) قضیہ موجہہ کی دونوں قسموں یعنی قضیہ موجہہ بسیطہ، اور مرکبہ کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

كلّ كاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام كاتبا (ہر کاتب کی اُنگلیاں ضرور ملتی ہیں جب تک کہ وہ کاتب رہے) ولاشئ منه بساكن الأصابع بالضرورة مادام كاتبا (اور کسی بھی کاتب کی اُنگلیاں ہرگز نہیں ٹھہرتیں جب تک کہ وہ کاتب رہے) پس اس کا نام اس وقت مشروطہ عامہ رکھا جاتا ہے ضرورۃ کے وصف عنوانی کے ساتھ مشروط (مقید) ہونے کی وجہ سے اور اس قضیہ کے مشروطہ خاصہ سے عام ہونے کی وجہ سے۔

(ب) قضیہ موجہہ کی دونوں قسموں یعنی قضیہ موجہہ بسیطہ، اور مرکبہ کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ ملاحظہ فرمائیں

قضیہ موجہہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) موجہہ بسیطہ (۲) موجہہ مرکبہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱) قضیہ موجہہ بسیطہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس کی حقیقت صرف ایجاب ہو، یا صرف سلب ہو، جیسے: "کُلُّ إِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بِالضَّرُوْرَةِ".

(۲) قضیہ موجہہ مرکبہ: وہ موجہہ ہے جس کی حقیقت ایجاب وسلب سے مرکب ہو، جیسے: "کُلُّ إِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالْفِعْلِ لَادَائِمًا"

پھر قضایا موجہہ بسیطہ کی تعداد آٹھ ہے اور قضایا موجہہ مرکبہ کی تعداد سات ہے، تو کل ملا کر پندرہ موجہہ ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

قضیہ موجہہ بسیطہ کی آٹھ قسمیں ہیں	قضیہ موجہہ مرکبہ کی سات قسمیں ہیں
(۱) ضروریہ مطلقہ	(۱) وجودیہ لاضروریہ
(۲) دائمہ مطلقہ	(۲) وجودیہ لادائمہ
(۳) مشروطہ عامہ	(۳) مشروطہ خاصہ
(۴) عرفیہ عامہ	(۴) عرفیہ خاصہ
(۵) وقتیہ مطلقہ	(۵) وقتیہ
(۶) منتشرہ مطلقہ	(۶) منتشرہ
(۷) ممکنہ عامہ	

ان سب کی تعریفات وتمثیل ملاحظہ فرمائیں اور جس کی تعریف وتمثیل سوال میں مطلوب ہو اس کو تحریر کردیں۔

تعریفات وامثلہ قضایا موجہہ بسیطہ

(۱) ضروریہ مطلقہ: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی کے ضروری ہونے کا حکم اس وقت تک لگایا جائے جب تک کہ موضوع کی ذات موجود ہے، اگر ثبوتِ محمول کی ضرورت کا حکم ہو تو یہ ضروریہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مطلقہ موجبہ کہلاتا ہے اور اگر نفی محمول کی ضرورت کا حکم ہو تو یہ سالبہ کہلاتا ہے، موجبہ کی مثال: کُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِالضَّرُوْرَةِ سالبہ کی مثال: لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِحَجَرٍ بِالضَّرُوْرَةِ.

(۲) دائمہ مطلقہ: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی کے دائمی ہونے کا حکم اس وقت تک لگایا جائے جب تک کہ موضوع کی ذات موجود ہے، پھر اگر ثبوت کے دوام کا حکم ہے تو موجبہ ہے اور اگر نفی کے دوام کا حکم ہے تو سالبہ ہے، موجبہ کی مثال: "کُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِالدَّوَامِ" سالبہ کی مثال: لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِحَجَرٍ بِالدَّوَامِ.

(۳) مشروطہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں موضوع کے لیے ثبوتِ محمول یا موضوع سے نفی محمول کے ضروری ہونے کا حکم اس وقت تک لگایا جائے جب تک کہ ذاتِ موضوع وصفِ عنوانی کے ساتھ متصف ہو، اگر حکم ثبوتی ہو تو مشروطہ عامہ موجبہ ہے اور اگر حکم سلبی ہو تو سالبہ ہے، موجبہ کی مثال: کُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا. سالبہ کی مثال: لَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا.

(۴) عرفیہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں موضوع کی ذات کے لیے محمول کا ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی کا حکم دائمی طور پر اس وقت تک لگایا گیا ہو، جب تک ذاتِ موضوع، وصفِ عنوانی کے ساتھ متصف رہے، اگر دائمی حکم ثبوتی ہو تو موجبہ ہے اور اگر حکم سلبی ہو تو وہ قضیہ سالبہ ہے، موجبہ کی مثال: کُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ بِالدَّوَامِ مَادَامَ كَاتِبًا. سالبہ کی مثال: لَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ بِالدَّوَامِ مَادَامَ كَاتِبًا.

(۵) وقتیہ مطلقہ: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں موضوع کے لیے ثبوتِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محمول یا موضوع سے سلب محمول کے ضروری ہونے کا حکم ایک وقت معین میں لگایا گیا ہو، جیسے: کل قمر منخسف بالضرورة وقت حيلولة الأرض بينه وبين الشمس. لاشئ من القمر بمنخسف وقت التربيع.

(۶) منتشرہ مطلقہ: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں موضوع کے لیے ثبوتِ محمول یا موضوع سے سلبِ محمول کے ضروری ہونے کا حکم بغیر معین وقت میں لگایا گیا ہو، جیسے: كُلّ إنسان متنفس بالضرورة وقتًا ما، لاشيء من الإنسان بمتنفس بالضرورة وقتا ما..

(۷) مطلقہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں موضوع کے لیے ثبوتِ محمول یا موضوع سے سلبِ محمول کا حکم بالفعل لگایا گیا ہو، اگر حکم ثبوتِ محمول کا ہو تو مطلقہ عامہ موجبہ ہے اور اگر حکم سلبِ محمول کا ہو تو سالبہ ہے، موجبہ کی مثال: كُلُّ إِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ. سالبہ کی مثال: كَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ.

(۸) ممکنۂ عامہ: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں جانبِ مخالف کی سلبِ ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو، اگر حکم ایجابی ہو تو ممکنہ عامہ موجبہ ہے اور اگر حکم سلب ہو تو سالبہ ہے، ممکنہ عامہ موجبہ کی مثال: كُلُّ نَارٍ حَارَّةٌ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ. سالبہ کی مثال: لَاشَيْءَ مِنَ الْحَارِّ بِبَارِدٍ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ.

تعریفات قضایا موجہہ وامثلہ

(۱) مشروطہ خاصہ: وہ مشروطہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ لَابِالدَّوَامِ الذَّاتِيِّ أَيْ لَاشَيْ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ.

(۲) عرفیہ خاصہ: وہ عرفیہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی کی قید سے مقید ہو جیسے: كُلُّ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ بِالدَّوَامِ مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا. أَيْ لَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِمُتَحَرِّكِ الْأَصَابِعِ بِالْفِعْلِ.

(۳) وجودیہ لاضروریہ: وہ مطلقہ عامہ ہے جو لاضرورۃ ذاتی کی قید سے مقید کیا گیا ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ لَابِالضَّرُوْرَةِ، أَيْ لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ.

(۴) وجودیہ لادائمہ: وہ مطلقہ عامہ ہے جو لادوام ذاتی کی قید سے مقید کردیا گیا ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ لَابِالدَّوَامِ الذَّاتِيِّ أَيْ لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ.

(۵) وقتیہ: وہ قضیہ ہے جس میں ذاتِ موضوع کے لیے ثبوتِ محمول یا ذات موضوع سے سلب محمول کے ضروری ہونے کا حکم کسی خاص وقت میں لگایا گیا ہو اور لادوام ذاتی کی قید سے مقید ہو، جیسے: كُلُّ قَمَرٍ مُنْخَسِفٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتَ حَيْلُوْلَةِ الْأَرْضِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّمْسِ لَادَائِمًا أَيْ لَاشَيْءَ مِنَ الْقَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ بِالْفِعْلِ وَقْتَ التَّرْبِيْعِ.

(۶) منتشرہ: وہ قضیہ موجبہ مرکبہ ہے جس میں موضوع کے لیے ثبوت محمول یا موضوع سے سلب محمول کے ضروری ہونے کا حکم غیر معین وقت میں لگایا گیا ہو اور وہ لادوام ذاتی کی قید سے مقید ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتًا مَّالَادَائِمًا أَيْ لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ.

(۷) ممکنہ خاصہ: وہ قضیہ موجبہ مرکبہ ہے جس میں جانبِ موافق و جانبِ مخالف دونوں میں سلبِ ضرورۃ کا حکم لگایا گیا ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْإِمْكَانِ الْخَاصِّ أَيْ كُلُّ إِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ وَلَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِكَاتِبٍ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۴۴)، شرح تہذیب

وَالْفَرْقُ بَيْنَ الضَّرُوْرَةِ وَالدَّوَامِ أَنَّ الضَّرُوْرَةَ هِيَ اِسْتِحَالَةُ اِنْفِكَاكِ شَيْءٍ عَنْ شَيْءٍ وَالدَّوَامُ عَدَمُ اِنْفِكَاكِهٖ عَنْهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِيْلًا كَدَوَامِ الْحَرَكَةِ لِلْفَلَكِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

اور ضرورۃ و دوام کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضرورۃ ایک شئ کے دوسری شئ سے جدا ہونے کے محال ہونے کا نام ہے، اور دوام ایک شئ کے دوسری شئ سے جدا نہ ہونے کا نام ہے اگرچہ محال نہ ہو جیسے آسمان کی حرکت کا دوام۔

(ب) مطلب ملاحظہ ہو

اِس عبارت میں ضرورۃ و دوام میں فرق بیان کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ ضرورۃ میں ایک چیز دوسری چیز کو ایسی لازم ہوتی ہے کہ اس سے جدائیگی ناممکن ہوتی ہے، جیسا کہ انسان سے حیوانیت کا جدا ہونا ناممکن ہے، تو یہ ضرورۃ ہے۔ اور دوام میں ایک چیز دوسری چیز کو ایسی لازم تو نہیں ہوتی کہ جدا نہ ہو سکتی ہو؛ بلکہ جدا ہونا اور نہ ہونا دونوں ممکن ہوتا ہے؛ البتہ یہ جدا نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ رہتی ہے، چمٹی ہوئی ہوتی ہے، جیسے: آسمان سے اس کی حرکت جدا نہیں ہوتی؛ بلکہ آسمان حرکت کرتا ہی رہتا ہے؛ لیکن جدا ہونا ممکن ہے، ناممکن نہیں ہے، تو یہ دوام ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۴۳)، شرح تہذیب

اَلشَّرْطِيَّةُ مُتَّصِلَةٌ إِنْ حُكِمَ فِيهَا بِثُبُوْتِ نِسْبَةٍ عَلٰى تَقْدِيْرِ أُخْرٰى أَوْنَفْيِهَا لُزُوْمِيَّةٌ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ بِعَلَاقَةٍ، وَإِلَّافَاتِّفَاقِيَّةٌ وَمُنْفَصِلَةٌ إِنْ حُكِمَ فِيْهَا بِتَنَافِي النِّسْبَتَيْنِ أَوْلَاتَنَافِيْهَا صِدْقًا وَكِذْبًا مَعًا وَهِيَ الْحَقِيْقِيَّةُ أَوْصِدْقًا فَقَطْ فَمَانِعَةُ الْجَمْعِ أَوْكِذْبًا فَقَطْ، فَمَانِعَةُ الْخُلُوِّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) قضیہ شرطیہ کی تعریف اور متصلہ ومنفصلہ کی اور اس کی تمام قسموں کی تعریف مع امثلہ لکھیں۔

(ج) صدقا وکذبا کا مطلب بیان کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ

قضیہ شرطیہ متصلہ ہوتا ہے، اگر قضیہ میں ایک نسبت کے ثبوت یا نفی کا حکم لگایا جائے، دوسری نسبت کی تقدیر پر، (پھر وہ متصلہ) لزومیہ ہوتا ہے، اگر وہ حکم کسی علاقہ کی وجہ سے ہو، ورنہ تو اتفاقیہ ہوتا ہے۔ اور (قضیہ شرطیہ) منفصلہ ہوتا ہے، اگر قضیہ میں دو نسبت میں منافات یا عدمِ منافات کا حکم لگایا جائے، صدق و کذب ایک ساتھ دونوں اعتبار سے اور یہ قضیہ حقیقۃ ہوتا ہے۔ یا صرف صدق کے اعتبار سے حکم لگایا جائے، تو یہ مانعۃ الجمع ہوتا ہے، یا صرف کذب کے اعتبار سے حکم لگایا جائے، تو یہ مانعۃ الخلو ہوتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) قضیہ شرطیہ کی تعریف اور متصلہ ومنفصلہ کی تعریف مع ان کے قسموں کے ملاحظہ ہو

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ ہے، جس میں دونسبت (دوقضیہ) میں سے ایک کے مان لینے پر دوسری کے ثبوت یا عدمِ ثبوت کا حکم لگے، یا دونسبتوں میں منافات یا عدمِ منافات کا حکم لگے، اس کی دوقسمیں ہیں: (۱) متصلہ (۲) منفصلہ

متصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں ایک نسبت کی تقدیر (مان لینے) پر دوسری نسبت کے ثبوت یا عدمِ ثبوت کا حکم لگے، اگر ثبوت کا حکم لگے، تو وہ متصلہ موجبہ ہے اور اگر عدمِ ثبوت کا حکم لگے، تو وہ سالبہ ہے، موجبہ کیمثال: كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّارُ مَوْجُوْدٌ. سالبہ کی مثال: لَيْسَ أَلْبَتَّةَ كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَاللَّيْلُ مَوْجُوْدٌ.

منفصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں دونسبتوں کے بیچ منافات یا عدمِ منافات کا حکم لگے، اگر منافات کا حکم ہو، تو موجبہ منفصہ ہے اور اگر عدمِ منافات کا حکم لگے، تو سالبہ ہے، جیسے موجبہ کی مثال: "إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا الْعَدَدُ زَوْجًا أَوْفَرْدًا" سالبہ کی مثال "لَيْسَ الْبَتَّةَ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا الْعَدَدُ زَوْجًا أَوْمُنْقَسِمًا بِمُتَسَاوِيَيْنِ".

متصلہ کی دوقسمیں ہیں: (۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ

متصلہ لزومیہ: وہ متصلہ ہے، جس میں ثبوت یا عدمِ ثبوت کا حکم کسی علاقہ کی وجہ سے ہو، جیسے: متصلہ کی مذکورہ مثال۔

متصلہ اتفاقیہ: وہ متصلہ ہے، جس میں یہ حکم بغیر کسی علاقہ کے ہو جیسے: كُلَّمَا كَانَ الْإِنْسَانُ نَاطِقًا فَالْحِمَارُ نَاهِقٌ.

(ج) صدقا وکذبا کا مطلب ملاحظہ ہو

"صِدْقًا" کا مطلب ہے ایک ساتھ جمع ہونا اور "كِذْبًا" کا مطلب ہے، ایک

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ساتھ جدا ہونا، تو منافات صداق و کذبا کا مطلب ہوگا، کہ ایک ساتھ دونوں نہ تو جمع ہو سکتے ہوں اور نہ ہی جدا اور الگ ہو سکتے ہوں۔

منفصلہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقیہ (۲) مانعۃ الجمع (۳) مانعۃ الخلو

حقیقیہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے، جس میں منافات یا عدمِ منافات کا حکم صدق و کذب دونوں اعتبار سے ہو، یعنی ایک ساتھ جمع ہونے اور جدا ہونے دونوں طریقہ سے ہو، جیسے: موجبہ منفصلہ کی مذکورہ مثال۔

مانعۃ الجمع: وہ منفصلہ ہے، جس میں منافات یا عدمِ منافات کا حکم صرف صدق، یعنی ایک ساتھ جمع ہونے کے اعتبار سے ہو، جیسے: إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا الشَّيْءُ شَجَرًا أَوْ حَجَرًا.

مانعۃ الخلو: وہ منفصلہ ہے، جس میں منافات یا عدمِ منافات کا حکم صرف کذب، یعنی ایک ساتھ جدا ہونے کے اعتبار سے ہو، جیسے: إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ زَيْدٌ فِي الْبَحْرِ أَوْ لَا يَغْرَقُ.

محل امتحان نمبر (۴۴)، شرح تہذیب

قَوْلُهُ: وَلَابُدَّ مِنَ الْإِخْتِلَافِ أَيْ يُشْتَرَطُ فِي التَّنَاقُضِ أَنْ يَكُوْنَ إِحْدَى الْقَضِيَّتَيْنِ مُوْجِبَةً وَالْأُخْرٰى سَالِبَةً، ضَرُوْرَةَ أَنَّ الْمُوْجِبَتَيْنِ وَكَذَا السَّالِبَتَيْنِ قَدْتَجْتَمِعَانِ فِي الصِّدْقِ وَالْكِذْبِ مَعًا ثُمَّ إِنْ كَانَ الْقَضِيَّتَانِ مَحْصُوْرَتَيْنِ يَجِبُ اِخْتِلَافُهُمَا فِي الْكَمِّ أَيْضًا كَمَامَرَّ ثُمَّ إِنْ كَانَتَا مُوَجَّهَتَيْنِ يَجِبُ اخْتِلَافُهُمَا فِي الْجِهَةِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) تناقض، کم جہت قضیہ کی تعریف لکھیں۔

(ج) عبارت کا مطلب اس طرح تحریر کریں کہ پوری عبارت واضح ہو جائے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة

مصنفؒ کا قول "وَلَابُدَّ مِنَ الْاِخْتِلَافِ" یعنی تناقض میں یہ شرط ہے کہ دو قضیوں میں سے ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ، اس بات کے بدیہی ہونے کی وجہ سے کہ دو موجبہ اسی طرح دو سالبہ قضیے کبھی کبھی صدق اور کذب میں ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، (صادق و کاذب ہو جاتے ہیں) پھر اگر یہ قضیے محصورہ ہوں، تو ان کا کمیت میں بھی اختلاف ضروری ہے جیسا کہ گزر چکا ہے، پھر اگر وہ دونوں موجہہ ہوں، تو ان کا جہت میں اختلاف ضروری ہے۔

(ب) تناقض، کم جہتِ قضیہ کی تعریف ملاحظہ ہو

تناقض: تناقض دو قضیوں کے ایجاب و سلب میں اختلاف کا نام ہے اور یہ اختلاف اس انداز پر ہو کہ اس اختلاف کی ذات ہی اس بات کا تقاضا کرے کہ اگر ایک قضیہ سچا ہے، تو دوسرا جھوٹا ہو، یا اگر ایک قضیہ جھوٹا ہے، تو دوسرا سچا ہو۔

کم: کم سے مراد کمیت ہے یعنی مقدار میں اختلاف ہونا تناقض کے لیے ضروری ہے، اگر دو قضیے محصور ہوں۔

جہت قضیہ: وہ لفظ ہے جس کے ذریعہ قضیہ کے اندر پائی جانے والی نسبت کو بیان کیا جائے، جیسے "کلّ انسان حیوان بالضرورۃ" میں "ضرورۃ"۔

(ج) پوری عبارت کا مطلب ملاحظہ ہو

تناقض کے صحیح ہونے کے لیے جو تین اختلافی شرطیں ہیں، شارح نے ان کو بیان کیا ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ تناقض کے لیے عمومی شرط (یعنی کہ دو قضیے مخصوصہ ہوں،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یا محصورہ مطلقہ ہوں، یا موجہہ) یہ ہے کہ کیفیت میں اختلاف ہو، یعنی ایک قضیہ موجبہ تو دوسرا سالبہ، یا ایک سالبہ تو دوسرا موجبہ ہونا ضروری ہے، جیسے: "کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ، بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِحَیْوَانٍ" یہاں پر ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہے، تو تناقض موجود ہے؛ کیونکہ ایک سچا ہے اور دوسرا قضیہ جھوٹا ہے۔

اور اگر یہ اختلاف فی الکیف نہ ہوگا تو تناقض متحقق نہ ہوگا؛ کیونکہ کبھی تو دونوں قضیے (اتحاد فی الکیف کی صورت میں) صادق ہوجاتے ہیں اور کبھی دونوں ہی کاذب جیسے: "کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ" اور "بعض الإنسان حیوانٌ" دنوں ہی صادق ہیں؛ کیونکہ دونوں موجبہ ہیں۔ اور جیسے "لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِفَرَسٍ" اور "بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِفَرَسٍ" دونوں صادق ہیں: کیونکہ دونوں ہی سالبہ ہیں۔ اور جیسے: "کُلُّ اِنْسَانٍ فَرَسٌ" اور "بَعْضُ الْاِنْسَانِ فَرَسٌ" دونوں ہی کاذب ہیں؛ کیونکہ دونوں ہی موجبہ ہیں۔ اور جیسے: "لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِنَاطِقٍ" اور "بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِنَاطِقٍ" دونوں ہی کاذب ہیں؛ کیونکہ دونوں ہی سالبہ ہیں، دوسری شرط اختلاف فی الکم کی ہے، یعنی ایک قضیہ کلیہ ہو، تو دوسرا جزئیہ ہو؛ مگر یہ تب ہے جبکہ دو قضیے محصورہ ہوں، مخصوصہ کے لیے یہ شرط نہیں اور یہ شرط بھی اس لیے ضروری ہے تاکہ ایک قضیہ سچا اور ایک جھوٹا ہو اور پھر تناقض کا تحقق ہو سکے، جیسا کہ اوپر مذکورہ مثال میں اختلاف فی الکم ہے، تو تناقض ہے، (کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِحَیْوَانٍ).

اور اگر یہ شرط نہ ہو، تو پھر کبھی دونوں قضیے سچے ہوجاتے ہیں اور کبھی جھوٹے، اگر دونوں قضیے جزئیہ ہوں، تو دونوں سچے ہوجاتے ہیں اور اگر دونوں کلیہ ہوں، تو جھوٹے ہوجاتے ہیں، جیسے: "بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ" اور "بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَیْسَ بِاِنْسَانٍ" دونوں صادق ہیں؛ کیونکہ دونوں ہی جزئیہ ہیں۔ اور جیسے: "کُلُّ حَیَوَانٍ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

إِنْسَانٌ وَلَاشَيْءَ مِنَ الحَيَوَانِ بِإِنْسَانٍ" دونوں ہی کاذب ہیں؛ کیونکہ دونوں کلیہ ہیں، لہٰذا یہاں پر تناقض متحقق نہ ہوگا۔

تیسری شرط اختلاف فی الجہت ہے، جبکہ وہ قضیے موجہہ ہوں، مطلقہ نہ ہوں، یعنی تناقض کے لیے ضروری ہے کہ دونوں قضیوں میں جہت الگ الگ لگی ہو، جیسے: كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَبَعْضُ الْإِنْسَانِ لَيْسَ بِحَيَوَانٍ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ. (ہر انسان حیوان ہے بالضرورۃ اور بعض انسان حیوان نہیں ہیں بالامکان العام) یہاں پر جہت میں اختلاف ہے، تو تناقض موجود ہے؛ کیونکہ اب ایک (پہلا) قضیہ سچا ہے اور ایک (دوسرا) جھوٹا ہے؛ کیونکہ امکان عام کا مفہوم جانبِ مخالف میں ضرورت کی نفی ہوتا ہے، تو اس ممکنہ عامہ (دوسرے قضیہ) کا مطلب یہ ہوگا کہ کچھ انسان کا حیوان ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ ایک دم جھوٹ ہے؛ کیونکہ ہر انسان کے لیے حیوانیت ضروری ہے۔

اور اگر اختلاف ی الجہت نہ ہو کہ اتحاد فی الجہت ہوگا، تو تناقض نہ ہوگا؛ کیونکہ پھر بھی تو دونوں قضیے موجہہ سچے ہو جائیں گے اور کبھی جھوٹے، مثلاً كُلُّ إِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ" "لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِكَاتِبٍ بِالْإِمْكَانِ الْعَامِّ". دونوں طرف ایک ہی جہت "امکان عام" لگی ہوئی ہے اور یہ دونوں قضیے سچے ہیں؛ کیونکہ پہلے قضیے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے لیے کاتب نہ ہونا ضروری نہیں اور دوسرے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے لیے کاتب ہونا ضروری نہیں، یعنی انسان کے لیے کتابت وعدمِ کتابت دونوں ضروری نہیں؛ بلکہ ممکن ہیں، یعنی انسان ہوسکتا ہے کہ کاتب ہو اور ہوسکتا ہے کہ نہ ہو، تو یہاں پر تناقض نہیں اور انھیں دونوں قضیوں میں "ضرورۃ" کی جہت لگادی جائے اور یوں کہا جائے: "كُلُّ إِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالضَّرُوْرَةِ" اور "لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِكَاتِبٍ بِالضَّرُوْرَةِ" تو یہ دونوں جھوٹے ہو جائیں گے؛ کیونکہ اب پہلے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قضیہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہر انسان کا کاتب ہونا ضروری ہے اور دوسرے کا مفہوم یہ ہوگا کہ کوئی انسان کاتب نہیں ہوسکتا، یعنی انسان کے لیے کتاب وعدمِ کتاب ہر دو چیز ضروری ہے اور یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے، تو یہاں پر تناقض نہیں۔

محل امتحان نمبر (۴۵)، شرح تہذیب

وَالْمُوْجِبَةُ إِنَّمَا تَنْعَكِسُ جُزْئِيَّةً لِجَوَازِ عُمُوْمِ الْمَحْمُوْلِ أَوِ التَّالِي وَالسَّالِبَةُ الْكُلِّيَّةُ تَنْعَكِسُ سَالِبَةً كُلِّيَّةً وَإِلَّا لَزِمَ سَلْبُ الشَّيْءِ عَنْ نَفْسِهٖ وَالْجُزْئِيَّةُ لَا تَنْعَكِسُ أَصْلًا لِجَوَازِ عُمُوْمِ الْمَوْضُوْعِ أَوِ الْمُقَدَّمِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عکسِ مستوی کی تعریف کر کے اس کی شرائط تحریر کریں۔

(ج) سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے یہ ایک دعویٰ ہے، آپ اس کو قید مدلل تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

اور قضیہ موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، محمول یا تالی کے عام ہونے کے امکان کی وجہ سے۔ اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی آتا ہے، ورنہ تو سلب الشيء عن نفسه لازم آئے گا اور سالبہ جزئیہ کا عکس بالکل نہیں آتا ہے۔

(ب) عکسِ مستوی کی تعریف اور اس کی شرائط ملاحظہ ہو

عکس مستوی: نام ہے قضیہ کے دونوں جزء کو پلٹ دینے کا، یعنی جو پہلا ہے،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس کو دوسرا اور جو دوسرا ہے، اس کو پہلا کر دینا، صدق و کیف کو باقی رکھتے ہوئے، جیسے: "کُلُّ إِنْسَانٍ حَیَوَانٌ" کو "بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ" بنا دینا، جو لفظ پہلے قضیہ میں پہلا تھا (انسان) وہ دوسرے میں دوسرا ہو گیا اور جو پہلے میں دوسرا تھا (حیوان) وہ دوسرے میں پہلا ہو گیا اور صدق باقی ہے، یعنی دونوں سچے ہیں اور کیفیت بھی باقی ہے، یعنی دونوں موجبہ ہیں۔

شرائط دو ہیں

(۱) صدق کا باقی رہنا یعنی پہلا قضیہ اگر سچا ہے یا سچا مان لیا گیا ہے تو دوسرا قضیہ بھی جو عکس مستوی کی شکل میں سامنے ہے وہ بھی سچا ہو یا سچا مان لیا گیا ہو۔

(۲) کیف کا باقی رہنا یعنی پہلا قضیہ اگر موجبہ ہو تو دوسرا بھی موجبہ ہو اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہو تو دوسرا بھی سالبہ ہونا چاہیے، جیسے: "کُلّ إنسانٍ حیوان" کا عکس مستوی "بَعْضُ الْحَیَوَانِ إِنْسَانٌ" ہے۔ یہاں صدق بھی ہے اور کیف بھی باقی ہے۔

(ج) سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے یہ ایک دعویٰ ہے، آپ اس کو قید مدلل ملاحظہ فرمائیں

اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے: "وَإِلَّا لَزِمَ سَلْبُ الشَّيْءِ عَنْ نَفْسِهٖ" اس دلیل کو دلیل خلف کہتے ہیں، دلیل خلف میں "خلف" خلاف مفروض کا مخفف ہے، یعنی ایسی دلیل جو خلافِ مفروض کو مستلزم ہو، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے دعویٰ کی نقیض کو باطل کر دے اور جب نقیض دعویٰ باطل ہو جائے گی، تو دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور نقیض کو باطل کرنے کے لیے اس کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر اس کو صغریٰ اور اصل قضیہ کو کبریٰ بنائیں، پھر نتیجہ جو آئے گا، وہ خلافِ مفروض ہوگا، جو کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

باطل ہوتا ہے، تو اس خلاف مفروض کے لازم آنے کی وجہ سے ''نقیض دعویٰ'' باطل ہو جائے گا۔

یہاں پر شارحؒ کی تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ سالبہ کلیہ مثلاً ''لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِحَجَرٍ'' کا عکس مستوی سالبہ کلیہ سچا ہی آتا ہے، جو یہ ہے: ''لَاشَيْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِإِنْسَانٍ'' اگر اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرو گے، تو ہم اس کی نقیض کو تسلیم کرائیں گے؛ کیونکہ نقیضین میں سے ایک تسلیم کرنا ضروری ہے، ورنہ تو ارتفاعِ نقیضین لازم آئے گا، جو کہ باطل ہے۔ اور اس کی نقیض یہ ہے: ''بَعْضُ الْحَجَرِ إِنْسَانٌ'' (موجبہ جزئیہ) کیونکہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آتی ہے، اب جب آپ اس موجبہ جزئیہ کو اس سالبہ کلیہ کا عکس تسلیم کر لیں گے، تو ہر عکس کو اس کے اصل کے ساتھ ملایا جاتا ہے، لہٰذا ہم بھی اب اس عکس (موجبہ جزئیہ کو، جو سالبہ کلیہ کی نقیض آتی ہے) کو اصل کے ساتھ ملائیں گے اور صغریٰ بنا کر اصل کو کبریٰ بنائیں گے اور یوں کہیں گے: ''بَعْضُ الْحَجَرِ إِنْسَانٌ'' (صغریٰ) ''لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِحَجَرٍ'' (کبریٰ) ''حَجَرٌ'' حد اوسط ہے، جو صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول بن رہا ہے، تو قیاس کی شکل اوّل بن رہی ہے، جو بدیہی الانتاج ہوتی ہے، یعنی بلا دلیل نتیجہ دیتی ہے، لہٰذا نتیجہ یہ آئے گا: ''بَعْضُ الْحَجَرِ لَيْسَ بِحَجَرٍ'' اس نتیجہ میں سَلْبُ الشَّيْءِ عَنْ نَفْسِهٖ لازم آرہا ہے، جو کہ باطل و محال ہے؛ کیونکہ ہر چیز اپنی ذات کے لیے ثابت ہوا کرتی ہے، نہ کہ اپنے سے سلب۔

اب یہ محال جس کی وجہ سے لازم آیا، وہ بھی محال و باطل ہے، اس میں تین احتمال ہیں:

(۱) شکل و ہیئت کی وجہ سے ہو، یہ نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ ہیئت، ہیئت اوّل ہے، جو بداہۃً نتیجہ خیز ہے۔

(۲) کبریٰ کی وجہ سے ہو، یہ بھی نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ کبریٰ تو مفروض الصدق ہے، یعنی یہ اصل قضیہ ہے، جس کو صادق و صحیح سلیم کیا جا چکا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۳) صغریٰ کی وجہ سے ہو، ہاں! یہ ممکن ہے؛ کیونکہ یہ صغریٰ (موجبہ جزئیہ) مسلم الثبوت والصدق نہیں ہے، اسی کی وجہ سے نتیجہ غلط برآمد ہوا، تو پتہ چلا کہ باطل لازم آنے کی وجہ یہ عکس ہے، جو اصل عکس کو نہ ماننے کی وجہ سے اس کی نقیض کی شکل میں ماننا پڑا ہے اور پھر قاعدہ ہے کہ جو مستلزم ہو باطل کو، وہ خود باطل ہوتا ہے، لہٰذا نقیض باطل ہے اور ہمارا دعویٰ ثابت ہے، یعنی سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی آتا ہے۔

بحمد اللہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ڈاک اور ٹرانسپورٹ سے کتابیں منگوانے کے لیے رابطہ کریں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa